تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر اُستوار — لا کہیں سے ڈھونڈ کر اَسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

بانی : اقتدار احمد مرحوم — ۱۸/ مارچ ۱۹۹۸ء — مدیر : حافظ عاکف سعید

”کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی!“

”اُمت اسلامیہ کا ظہور اس وقت ہوا جب زمین — قوموں' ملکوں' تمدنوں' سلطنتوں اور ماہرین فن سے معمور تھی' اور کسی ایسی نئی قوم اور جماعت کے ظہور کی ضرورت تھی نہ گنجائش جو انہی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے دنیا میں آئے' جن کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں قومیں اور ملک موجود تھے۔ اس وقت ایک نئی دعوت' نئے عقیدہ اور نئے مقاصد کے لئے' اس اُمت کا ظہور ہوا۔ بعثت نبویؐ کے بعد مکّہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں کفر و اسلام' قریش اور مسلمانوں کے درمیان جو معرکہ پیش آیا' وہ در حقیقت خاص عقیدہ و دعوت' مخصوص سیرت و اخلاق اور مسلک زندگی اور مقاصد زندگی کی بنیاد پر تھا۔ یہ دونوں متحارب گروہ دو متضاد عقیدوں' سیرتوں اور مسلک زندگی کے نمائندہ تھے۔ قریش مکّہ اس لئے مدینہ کے مہاجرین و انصار سے نبرد آزما تھے کہ وہ ایک خاص عقیدہ کے متبع' ایک خاص دعوت کے حامل' ایک خاص سیرت سے متصف و آراستہ' اور خاص مقاصد زندگی کے داعی اور علمبردار تھے۔ انہوں نے جب اس دین کے داعی اول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے دولت کی' سرداری کی' حکومت کی اور عیش و عشرت کی پیشکش کی تو آپؐ نے اس کو صاف ٹھکرا دیا۔ اس پر بدر و احد' اور حنین و اوطاس کی جنگیں ہوئیں اور اہل جاہلیت یہی سمجھتے رہے کہ یہ مسلمان مال و منال' عیش و عشرت اور عزت و اقتدار کے بھوکے نہیں' مسئلہ سارا اعتقادی' اصولی' ایمانی اور اخلاقی ہے۔

لیکن اب موجودہ مسلمان ملکوں اور قوموں کی صورتحال مختلف ہے۔ انہوں نے انہی مقاصد زندگی کو اپنا لیا ہے اور بہت جگہ وہی سیرت و طرز زندگی اختیار کر لیا ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے حقارت کے ساتھ ٹھکرایا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔ بہت سی مسلمان قوموں اور ملکوں کے نمائندے اگر کسی عالمی اور بین الاقوامی اجتماع میں شریک ہوں تو ان میں وہ مابہ الامتیاز اوصاف اور ایک دوسرے سے جدا کرنے والے خط و خال نظر نہیں آئیں گے جن سے مسلمان پہچانا جاتا تھا۔ اب بتائیے کہ اگر قریش کے بدر و احد کے مقتولین زندہ ہو جائیں اور وہ مسلمانوں سے سوال کریں کہ ساری جنگ عقیدہ و سیرت و اخلاق پر لڑی گئی تھی لیکن تم میں سے بہت سے لوگوں نے وہی راستہ اختیار کر لیا ہے' جس پر ہم تمہارے سامنے بڑی سے بڑی پیشکش کر رہے تھے' لیکن تم نے اس کو اس وقت ٹھکرا دیا تھا۔ اب تم انہی مقاصد کے پیچھے دوڑ رہے ہو' اور ایک دوسرے سے مسابقت کر رہے ہو۔ تم نہ اس دعوت کے علمبردار ہو' جو تمہارے نبیؐ لے کر آئے تھے نہ اس سیرت و طرز زندگی کا نمونہ ہو جس کا تمہارے اسلاف شہدائے بدر و حنین نے نمونہ پیش کیا تھا؟ تو بتائیے کہ ہمارا کیا جواب ہو گا؟ اور ہمارا بڑے سے بڑا وکیل اور نمائندہ ان کو کس طرح مطمئن کر سکے گا؟

(اقتباس از : ”کاروان زندگی“ حصہ اول' مولف : مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

شمارہ : 10 — قیمت : 2 روپے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

عاکف سعید

نے ہاتھ باگ پر ہے' نہ پا ہے رکاب میں

وطن عزیز پاکستان ایک بار پھر دہشت گردی کی زد میں ہے۔ قبل ازیں دہشت گردی کا بازار بالعموم فرقہ وارانہ بنیادوں پر گرم ہوتا رہا۔ متحارب فریقین کا ایک دوسرے کی مساجد پر اندھادھند فائرنگ کر کے بے گناہ نمازیوں کو سفاکانہ انداز میں قتل کرنا اور مخالف فرقہ کی نمایاں مذہبی شخصیات کو ٹارگٹ بنا کر ہلاک کرنے کا سلسلہ ایک عرصے سے جاری تھا۔ پچھلے سال جب میاں محمد نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کا قلمدان سنبھالا تو اُن کے برسراقتدار آتے ہی اِس نوع کی دہشت گردی کے واقعات میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا تھا اور اِبتدائی ایام میں حکومت دہشت گردی پر قابو پانے اور دہشت گردی کو ختم کرنے کے معاملے میں بالکل بے بس نظر آتی تھی۔ دہشت گردی کی اُس لہر نے ایک عرصہ حکومت کو پریشان رکھا اور شدید خوف و ہراس کی کیفیت پورے ملک پر مسلط رہی۔

دہشت گردی کی یہ تازہ لہر پہلے سے مختلف ہے۔ ملک دشمن عناصر نے اس بار ریلوے ٹرینوں کو اپنا ہدف بنایا ہے اور ہر روز کسی ٹرین میں بم دھماکے کی خبر اب معمول کا درجہ اختیار کر گئی ہے۔ کتنے ہی بے گناہ دہشت گردی کی ان وارداتوں میں لقمہ اجل بنے اور ان سے کئی گنا تعداد ان کی ہے جو زخمی ہو کر ہمیشہ کے لئے معذور ہو چکے ہیں۔ روزانہ کے اخبارات کے صفحات ان بے گناہوں کے خون سے رنگین ہوتے ہیں اور اخبار کا مطالعہ عوام کے توحش اور دہشت میں مزید اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ انتظامیہ ایک بار پھر دہشت گردی کے ان واقعات کے مقابلے میں بے بسی اور لاچاری کی تصویر بنی نظر آئی دیتی ہے۔ انسداد دہشت گردی ایکٹ کی افادیت مشکوک ہو گئی ہے اور دہشت گردی اور تخریب کاری کو روکنے کی تمام کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ یہاں حکومت کا کوئی وجود ہے نہ انتظامیہ اپنا کوئی وجود رکھتی ہے! — گویا "نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"

دوسری جانب بجلی کے نرخ میں ۲۲ فیصد اضافہ کی خبر نے عوام میں سراسیمگی پیدا کر دی ہے — تنخواہ یافتہ طبقات کے لئے ہوش رُبا گرانی کے سیلاب کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے اپنی محدود تنخواہ میں مہینہ گزارنا پہلے ہی جوئے شیر لانے سے کم نہ تھا اور یہی وجہ ہے کہ اِس "جہاد زندگانی" میں مہنگائی اور گھریلو اخراجات کے ہاتھوں شکست کھا کر خودکشی کے ذریعے جان کی بازی ہار دینے والوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے' اب بجلی کے نرخ میں اضافہ کی خبر یقینی طور پر اُن کے اعصاب پر بجلی بن کر گرے گی۔ روپے کی قدر میں مسلسل کمی اور گرانی میں مسلسل اضافے کے باعث تنخواہ کا اکثر حصہ پہلے ہی بجلی' پانی اور گیس کے بلوں کی ادائیگی میں صرف ہو رہا تھا' اب اس میں مزید اضافہ جو قیامت ڈھائے گا اِس کے تصور سے بھی کپکپی طاری ہوتی ہے۔ حکومت خواہ مسلم لیگ کی ہو یا پیپلزپارٹی کی' اس کا وطیرہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ ایک طرف اِس نوع کے بیان بھی اعلیٰ حکومتی اہلکاروں کی طرف سے جاری ہوتے رہتے ہیں کہ روپے کی قیمت میں ہرگز کمی نہیں ہو گی' آٹے یا بجلی کے نرخ میں اضافہ نہیں کیا جائے گا وغیرہ لیکن دوسری طرف ایڈجسٹمنٹ کے نام پر روپے کی قدر میں کمی بھی مسلسل کی جاتی ہے اور اشیائے ضرورت کی قیمتوں اور بجلی گیس وغیرہ کے نرخ میں اضافہ کا عمل بھی جاری رہتا ہے — اور اپنی خفت مٹانے کے لئے حکومت حالات کے جبر کا رونا روتی اور سارا الزام بالعموم سابقہ حکومت پر ڈال کر خود کو بری قرار دیتی ہے۔ یہ منحوس چکر عرصہ دراز سے جاری ہے اور اس سے نکلنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

مصیبت یہ ہے کہ دہشت گردی و بے امنی اور مہنگائی و گرانی کے اس منحوس چکر سے نکلنے کے لئے نہ پاکستان کے عوام آمادہ ہیں نہ یہاں کے مقتدر طبقات!۔ ہم صیاد سے اس درجے مانوس ہو چکے ہیں کہ اب رہائی ملے گی تو مر جائیں گے۔ چنانچہ اس منحوس چکر سے نکلنے کا جو یقینی راستہ ہے اسے اختیار کرنے پر ہم آمادہ نہیں ہیں۔ ہم اللہ اور رسول کے خلاف حالت جنگ برقرار رکھتے ہوئے امریکہ اور آئی ایم ایف کے در کے سوالی بن کر اپنے لئے معیشت کا سامان کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اللہ سے اُمیدیں منقطع کر کے دنیوی طاقتوں سے اُمیدیں وابستہ کرنے اور اُن سے رحم کی بھیک مانگنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

"بتوں سے تجھ کو اُمیدیں' خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے"

ہمارے اَربابِ اقتدار اپنے اقتدار کو مستحکم کرنے کے لئے آئین میں پے بہ پے ترامیم کر کے اسے بازیچہ اطفال بنانے میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے لیکن دستور کو منافقت سے پاک کرنے اور قرآن و سنت کی غیر مشروط بالادستی کے لئے اُس میں ترمیم کرنا انہیں پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور اس بارے میں انہیں طرح طرح کے شکوک و شبہات اور خدشات لاحق ہیں — ہمارے عوام کا معاملہ بھی کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے۔ نہ وہ خود اپنی زندگیوں کو اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کے لئے آمادہ ہیں' نہ دین حق کے غلبہ و اقامت دین اور نظام خلافت کے قیام کے لئے وہ عملی جدوجہد کرنے کے لئے تیار ہیں — "بھاری مینڈیٹ" کی حامل ایک مستحکم جمہوری حکومت بھی اگر عوام کے دکھوں کا مداوا کرنے اور پاکستان کو درپیش مسائل کو سلجھانے میں کامیاب نہیں ہو سکی تو اہل پاکستان کو آخر اور کس کا انتظار ہے!

ذوالفقار علی بھٹو' نواز شریف اور پاکستان

مرزا ایوب بیگ' لاہور

اہل پاکستان نے حال ہی میں اپنی آزادی کی گولڈن جوبلی بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منائی اور رنگا رنگ تقریبات منعقد کیں۔ جمہوریت کے بطن سے جنم لینے والے اس ملک کی عمر عزیز کا تقریباً نصف حصہ جمہوریت کی ضد مارشل لاء کی نذر ہو گیا۔ ظاہر ہے مارشل لاء کے دوران سیاسی سرگرمیوں پر مکمل پابندی رہی۔ اِس محدود عرصے میں درجنوں لیڈران کرام سیاست کی سکرین پر بڑے بڑے دعوؤں کے ساتھ نمودار ہوئے لیکن تسلیم شدہ حقیقت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو اور میاں محمد نواز شریف کے سوا کوئی لیڈر صحیح معنوں میں عوام میں مقبول نہ ہو سکا۔

اسے سوئے اتفاق کہئے یا شومئی قسمت کہ ان دونوں انتہائی ہردلعزیز رہنماؤں نے مارشل لاء کی گود میں آنکھ کھولی۔ ایک عوامی لیڈر پاکستان کے پہلے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر کو "ڈیڈی" کہہ کر پکارتا تھا جبکہ اب تک کا آخری چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر دوسرے عوامی لیڈر کو اپنی عمر بھی لگ جانے کی دعائیں دیتا اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ البتہ دونوں عوامی لیڈر مختلف انداز میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹروں سے الگ ہوئے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے ظاہراً معاہدہ تاشقند کو بنیاد بنا کر حکومت سے علیحدگی اختیار کی' اپنے منہ بولے "ڈیڈی" کے خلاف تحریک چلائی' قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اور بعدہ ایک مقبول عوامی لیڈر کی حیثیت سے ابھرے۔ جبکہ نواز شریف کی مقبولیت کی بنیاد سانحہ بہاولپور بنا اور اسلام آباد کی شاہ فیصل مسجد میں بننے والا مزار اُن کی سیاست کا محور بنا۔ عوام نے میاں نواز شریف کو ضیاء الحق کے سیاسی وارث اور جانشین کے طور پر قبول کر لیا۔ ذوالفقار علی بھٹو جو سقوط ڈھاکہ کے فوری بعد برسراقتدار آئے تھے اور ۵ جولائی ۱۹۷۷ء تک وزیراعظم رہے جو اب تک پاکستان کے کسی وزیراعظم کے لئے طویل ترین عرصہ ہے۔ نواز شریف ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء تک پونے تین سال تک برسراقتدار رہے۔ پھر دوبارہ فروری ۱۹۹۷ء میں مثالی اور بے نظیر مینڈیٹ حاصل کر کے وزیراعظم بنے۔ دونوں لیڈروں کے انداز حکومت میں قطعی طور پر کوئی مماثلت نہ تھی سوائے اس کے کہ دونوں اقتدار کو کلیتاً اپنی ذات میں مرتکز دیکھنا چاہتے تھے' دونوں کو آئین میں ترمیم کرنے کے لئے چونکہ ایوان میں مطلوبہ ارکان اسمبلی کی حمایت حاصل تھی چنانچہ دونوں نے پے در پے آئین میں ایسی ترامیم کیں جن سے ان کی ذات کے مقابلے میں دوسرے اشخاص ہی نہیں بلکہ ادارے بھی کمزور ہو گئے۔

ذوالفقار علی بھٹو نے پارلیمنٹ کی بالادستی کے نام پر آئین میں پانچویں ترمیم کی اور جمہوریت کے انتہائی اہم ستون عدلیہ پر کاری ضرب لگائی۔ نواز شریف نے ایک قدم اور آگے بڑھایا اور بارھویں، تیرھویں اور چودھویں ترمیم کے ذریعے صدر کو محض "شو بوائے" بنا دیا اور ارکان اسمبلی کی زبان بندی کر دی۔ اب وہ اگر نجی محفلوں

تجزیہ

میں بھی پارٹی قیادت سے اختلاف کریں تو اسمبلی کی نشست سے ہاتھ دھو سکتے ہیں۔ یہ تھا وہ نقصان دہ اور ضرر رساں کامل اتفاق جو عوام کے انتہائی مقبول اور ہردلعزیز رہنماؤں کی سوچ اور عمل میں کارفرما تھا۔ اس کے علاوہ ہر معاملے میں ان کے طرز فکر اور طرز کار میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ ان کی اقتصادی' سیاسی اور معاشرتی پالیسیاں ندی کے دو کناروں کی طرح تھیں جن کا کبھی ملاپ نہیں ہوتا۔ بدقسمتی سے اس اتفاق کی طرح یہ اختلاف بھی ہر لحاظ سے وطن عزیز کے لئے نقصان دہ رہا اور عوام کو قطعاً کوئی ریلیف نہ ملا اور ان کی تکالیف مسائل و مصائب میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا۔

ذوالفقار علی بھٹو نے سوشلزم کا نعرہ بلند کیا اور تمام بڑی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لیا۔ انتہائی بددیانت بیوروکریسی کی موجودگی میں قومیانے کی یہ پالیسی حد درجہ نقصان دہ ثابت ہوئی اور سرکاری کارخانوں کی پیداوار ختم ہو کر رہ گئی۔ سرکاری مال ہڑپ کر جانا ہمارے معاشرے میں ویسے بھی کوئی ناپسندیدہ حرکت نہیں سمجھی جاتی۔ پرائیویٹ سرمایہ کار بری طرح بددل ہوا اور صنعتی پہیہ بری طرح جام ہو گیا۔ نواز شریف نے ڈی نیشنلائزیشن (نج کاری) کا عمل شروع کیا۔ ضرورت اِس اَمر کی تھی کہ پہلے نقصان میں چلنے والے کارخانوں کو فروخت کیا جاتا تاکہ سرکاری خزانے پر بوجھ کم ہو جاتا اور پرائیویٹ ادارے ذاتی محنت اور توجہ سے انہیں منافع بخش بنا لیتے۔ اِس کی بجائے منافع بخش کارخانے فروخت کئے گئے اور نجکاری کے عمل کا یہ انداز پنجابی زبان کے اس محاورے کے مطابق تھا جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے "اندھا بانٹے ریوڑیاں بار بار اپنوں کو" گویا ہمارے ایک عوامی لیڈر نے صنعتیں قومیا کر ملکی و قومی نقصان کیا تو دوسرے عوامی لیڈر نے نجکاری سے۔ صنعتیں قومیائی گئیں تو چیزیں عوام کو لائن میں لگ کر اور ذلیل و خوار ہو کر دستیاب ہوئیں۔ صنعتیں پرائیویٹ سرمایہ دار کو لوٹائی گئیں تو اشیائے صرف اگرچہ دستیاب تو ہیں لیکن عوام کی جیب کٹ چکی ہے 'عوام انہیں دیکھ سکتے ہیں' خرید نہیں سکتے۔

بھٹو نے قوم پرست لیڈروں سے نفرت اور حقارت کی پالیسی اختیار کی' اس نے بلوچستان میں مینگل حکومت کو برطرف کیا اور نیپ پر پابندی لگائی' حیدر آباد ٹریبونل نے ولی خان کو غدار قرار دیا۔ بلوچستان میں حالات اتنے خراب ہوئے کہ وہاں "باغیوں" پر بمباری کرنا پڑی۔ بھٹو کی حکومت کے خاتمے تک ولی خان جیل سے رہا نہ ہو سکے۔ بھٹو کی یہ پالیسی ملکی سلامتی کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہوئی۔ نواز شریف نے اول روز سے قوم پرست لیڈروں سے انتہائی قریبی تعلقات قائم کئے۔ انتخابات میں انہیں اپنا حلیف بنایا اور اپنے قریبی اور نظریاتی ساتھیوں کو ناراض کر کے قوم پرستوں کی ان کی اپنی توقع سے بھی زیادہ پذیرائی کی۔ سوویت یونین کی شکست و ریخت کے بعد اور افغان مجاہدین کے بارے میں "ولی خان اینڈ کمپنی" کے رویئے سے اے این پی صوبہ سرحد میں قریب المرگ تھی' خود ولی خان اپنے حلقے میں الیکشن ہار چکے تھے۔ لیکن نواز شریف نے اپنی مقبولیت کے عروج میں انہیں سہارا دیا۔

ولی خان کو پنجاب سے ضمنی انتخابات کے ذریعے اسمبلی کی نشست پیش کی۔ صوبہ سرحد میں اے این پی سے تعلق رکھنے والے صوبائی اسمبلی کے ممبران نے اپنے انتخابی اشتہارات میں نواز شریف کی تصویریں لگائیں' اس طرح اے این پی کے تن مردہ میں جان پڑ گئی۔ بلوچستان اور سندھ کے قوم پرستوں کی پیٹھ ٹھونکی' پاکستان کے خلاف ان کی ہرزہ سرائی کو نظر انداز کیا۔ نواز شریف اس وقت اپنی مقبولیت کے عروج پر تھے' ان کے ہر قدم کی تائید کی جاتی لہٰذا ہوا یہ کہ نواز شریف کی اس اعلیٰ سیاسی حکمت عملی سے تنگ نظر قوم پرست لیڈر قومی دھارے میں شامل ہو گئے ہیں حالانکہ ولی خان کی قائد اعظم پر ذاتی تنقید بھی جاری تھی اور وہ واضح طور پر کہہ چکے تھے کہ مسلم لیگ اور اے این پی کے قریب آنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلم لیگ نے اپنے نظریات میں تبدیلی کر لی ہے۔ اے این پی نے اپنے مخصوص مقاصد کے پیش نظر ہر محاذ پر نواز شریف کا بھرپور ساتھ دیا۔ صوبہ سرحد کی وزارت اعلیٰ ہو یا ملک کی صدارت' سب کچھ مسلم لیگ کی جھولی میں ڈال دیا اور اے این پی بالآخر اپنے "مطلوب" پر آگئی اور صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھنے کا مطالبہ اس اضافے سے کیا کہ باچا خان کے مشن کی طرف یہ پہلا قدم ہو گا۔ کالا باغ ڈیم کی تعمیر کے بارے میں بھی اے این پی کسی قسم کی لچک پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں۔ نواز شریف ولی خان کو منانے کے لئے کبھی اپنے وزیر داخلہ کو اور کبھی بنفس نفیس ولی باغ حاضری دے رہے ہیں۔ ولی' نواز کشیدگی کو بھانپتے ہوئے ایم کیو ایم نے بھی حکومت کو آنکھیں دکھانی شروع کر دی ہیں۔ لطف کی بات تو یہ ہے کہ نواز شریف کے پہلے دور حکومت میں الطاف حسین کے خلاف متعدد مقدمات دائر کئے گئے' ان مقدمات میں گرفتاری کے خوف سے الطاف حسین نے ملک سے بھاگ کر برطانیہ میں سیاسی پناہ حاصل کی۔ نواز
شریف اپنی حکومت کے اس "ملزم" سے ملاقات کا شرف عا
حاصل کرنے کے لئے برطانیہ کے نجی اور سرکاری دورے کرتے رہتے ہیں' ایک وفد کی قیادت کرتے ہوئے ان سے مذاکرات کرتے ہیں' ان کے مطالبے پر سینکڑوں ملزموں کے خلاف سنگین نوعیت کے مقدمات خارج کئے جاتے ہیں' سرکاری خزانے سے ایم کیو ایم کے "متاثرین" میں اربوں روپے تقسیم کرتے ہیں اور لسانی جماعت کے اس قائد کا ہر دوسرے دن نیا الٹی میٹم وصول کرتے ہیں۔

ملک کا ایک عام شہری حیران ہے کہ نواز شریف کو اپنی حکومت برقرار رکھنے کے لئے ان قوم پرست جماعتوں کی حمایت درکار نہیں کیونکہ مسلم لیگ کو قومی اسمبلی میں واضح اکثریت حاصل ہے' پھر نواز شریف ان قوم پرست لیڈروں سے بلیک میل کیوں ہو رہے ہیں؟ حالانکہ اس میں حیرانگی کی ضرورت نہیں ہے' بات بڑی واضح اور سادہ ہے۔ قوم پرست لیڈروں نے ہمیشہ فوج کو اپنے عزائم کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھا۔ پختونستان کا نعرہ لگے' گریٹر بلوچستان کی منصوبہ بندی ہو یا جناح آباد کے نقشے تیار ہوں۔ فوج ملکی سلامتی کے حوالہ سے انہیں کوئی رعایت دینے کو تیار نہیں۔ نواز شریف سمجھتے ہیں کہ اپوزیشن کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے' آئینی ترامیم کے بعد صدر کا منصب محض نمائشی ہے' ایک نیا آئینی پیکج منظور کروا کر وزیراعظم کی ذات کو فیصل آباد کا گھنٹہ گھر بنا دیا جائے گا' کبھی کسی ہنگامی اور بحرانی کیفیت میں ان کے اقتدار کو صرف

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

لوگ کہتے ہیں' ٹھیک کہتے ہیں

—— نجیب صدیقی' کراچی ——

○ آئینی بحران سے عوام کو کیا فائدہ پہنچا' یہ تو بڑے لوگوں کی انا کا کھیل ہے۔
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ جو حکومت آتی ہے وہ گزشتہ حکومت کو مہنگائی کا ذمہ دار قرار دیتی ہے' پھر مہنگائی میں خود بے پناہ اضافہ کر دیتی ہے۔
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ ہمارا ملک جو اسلام کے نام پر قائم ہوا اس ملک میں جو بھی برسراقتدار آیا وہ اسلام نافذ کرنے سے گریز کرتا رہا۔ کیا یہ اس مقصد سے غداری نہیں ہے؟
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ ناانصافی کو ہر سطح پر دیکھا جا سکتا ہے۔ انصاف ہوتا ہوا نظر نہیں آتا لیکن ہر قائد انصاف کی بات کرتا ہے۔ یہ قول و فعل کا تضاد نہیں تو اور کیا ہے؟
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ ہر حکومت پولیس کی اصلاح کا عزم کرتی ہے اور اس کا اظہار بڑے طمطراق سے کیا جاتا ہے۔ پھر نہ جانے وہ کون سے نادیدہ ہاتھ ہیں جو اسے روک دیتے ہیں۔ عوام پولیس کی چیرہ دستیوں سے محفوظ نہیں' معاشرہ کو پولیس نے ظلم سے بھر دیا ہے۔
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ وہ حکومت دوسروں کا کیا احتساب کر سکتی ہے' جس کے اپنے لوگ خود احتساب کے مستحق ہیں۔
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ اعلان ہوتا ہے کہ آئندہ کرنسی کی قیمت کم نہیں کی جائے گی' پھر چند ہی دنوں کے بعد کم ہو جاتی ہے۔ معاشرے میں اعتبار نہیں' اعتبار نہیں کی آواز سنی جاتی ہے۔
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ کراچی میں ڈکیتیاں روز مرہ کا معمول بن چکی ہیں' کوئی شخص محفوظ نہیں ہے خواہ وہ سڑک پر چل رہا ہو یا دکان سے سودا خرید رہا ہو یا ڈاکٹر کے پاس مریض بن کر گیا ہو یا گھر میں بیٹھا ہو۔ جو حکومت امن قائم نہیں کر سکتی اسے حکومت کرنے کا کیا حق حاصل ہے؟
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔
○ عوام اپنے نمائندوں کو منتخب کر کے اپنے مسائل حل کرنے کے لئے بھیجتے ہیں۔ یہ نمائندے صرف اپنے ذاتی مسائل حل کرتے ہیں اور بقیہ اوقات میں اپنی بقاء کی جنگ لڑتے ہیں۔ اس سے بڑی بدعہدی اور کیا ہو سکتی ہے؟
✪ لوگ کہتے ہیں ٹھیک کہتے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی بنام رفقاء تنظیم

شکاگو (امریکہ) سے امیر تنظیم کا رفقاء کے نام ایک اہم مراسلہ

شکاگو - ۵/ مارچ ۱۹۹۸ء

محترم رفقائے تنظیم اسلامی 'السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"عرض احوال" کی نوعیت کا میرا پہلا عریضہ ۳۰/ ستمبر ۹۷ء کو لاہور میں ضبط تحریر میں آیا تھا۔ دوسرا اس کے لگ بھگ ساڑھے تین ماہ بعد ۱۳/ جنوری ۹۸ء کو جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' کراچی میں تحریر ہوا تھا —— اور اب یہ تیسرا اس کے پونے دو ماہ بعد شکاگو سے ارسال ہے!

دوسرے خط کے آخر میں جس ارادے کا اظہار ہوا تھا' یعنی یہ کہ ۲۰/ فروری ۹۸ء کو اپریشن کے لئے امریکہ روانہ ہو جاؤں گا' بحمد اللہ وہ توبعینہ پورا ہو گیا۔ چنانچہ جمعہ ۲۰/ فروری کو شام کے چھ بجے میں نیویارک پہنچ گیا تھا۔ البتہ کراچی میں دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل کے بعد اواخر جنوری میں لاہور واپسی سے لے کر نہ صرف ۲۰/ فروری بلکہ ۲/ مارچ تک طبیعت بہت مضمحل اور نڈھال رہی اور دورۂ ترجمہ قرآن کی شدید مشقت اور اس کے آغاز اور اختتام کے قریب دو بار گلے اور نرخرے کی سوزش اور کھانسی کے شدید حملے کے ازالے کے لئے جو دو شارٹ کورسز کورٹی سان کے لینے پڑے تھے ان کے مضر ردعمل کا ظہور شروع ہوا۔ چنانچہ ہلکا بخار بھی رہا اور پورا جسم شدید تکان کی سی کیفیت سے چور چور رہا۔ اس کے باوصف بحمد اللہ' جامع القرآن' قرآن اکیڈمی' لاہور میں ماہ مبارک کی ستائیسویں شب کو دو گھنٹے کا ایک مفصل خطاب بھی ہو گیا۔ پھر اپنے خاندان کی اگلی نسل کے حفاظ قرآن میں سے اٹھائیسویں اور انتیسویں راتوں میں برادرم وقار احمد کے فرزند عزیزم عبداللہ محمود سلمہ کی خوش الحان قراءت اور تیسویں شب میں اپنے تین نواسوں کی تلاوت کی سماعت کی مسرت بھی حاصل ہوئی البتہ عید کے روز طبیعت زیادہ ہی مضمحل ہو گئی تھی۔ چنانچہ مسجد دارالسلام میں خطبہ عید اور پھر اسی روز جامع القرآن' ماڈل ٹاؤن میں خطاب جمعہ کے مراحل بہت ہی مشکل سے طے ہوئے۔ تاہم ان دونوں کے ضمن میں بفضلہ تعالیٰ ایک ایسا نیا نکتہ ذہن میں آیا جس پر آپ سب توجہ دیں تو ان شاء اللہ دعوت کی توسیع کو ایک نئی جہت حاصل ہو جائے گی۔

عید الفطر کے اگلے روز سے طبیعت زیادہ خراب ہو گئی تھی اور بخار بھی قدرے زیادہ اور مسلسل رہنے لگا تھا جس کے نتیجے میں بعض پروگرام منسوخ کرنے پڑے۔ یعنی ایک سرگودھا کا سفر جو میں نے خود ہی طے کیا تھا' دوسرا ۱۳ تا ۱۵/ فروری کا اجتماع جس کا اعلان ۱۳/ جنوری والے خط میں کیا گیا تھا —— البتہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس کیفیت میں بھی کراچی کے دورۂ ترجمہ قرآن کے تتمے یعنی سوالات کے جوابات کی نشست کیلئے کراچی کا سفر ہو گیا۔ (اگرچہ وہ بھی اس طرح کہ ایک بار منسوخ کرنے کی اطلاع دے دینے کے بعد ضمیر کی ملامت کے ہاتھوں مجبور ہو کر دوبارہ توثیق کی —— جس کے نتیجے میں بحمد اللہ اتوار ۷/ فروری کو چار گھنٹے کی یہ نشست نہایت خیر و خوبی کے ساتھ منعقد ہو گئی!)

جیسے کہ میں نے ۱۳/ جنوری کے خط میں درج کر دیا تھا' تنظیم اسلامی کے امیر کی حیثیت سے اپنے جانشین کے نام کے ضمن میں میرے دل اور دماغ دونوں رمضان المبارک کے پہلے عشرے کے دوران ہی یکسو ہو گئے تھے۔ جس پر نہ صرف یہ کہ میرا داخلی انشراح مسلسل بڑھتا چلا گیا بلکہ اس کے ضمن میں بعض اہم اور فیصلہ کن قسم کی خارجی تائیدیں بھی موصول ہوئیں' جنہیں میں نے "زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو!" کے ذیل میں شمار کیا —— بہرحال جب میں نے عزیزم حافظ عاکف سعید سلمہ کے نام کا اعلان اولاً مرکزی اسرہ' پھر توسیعی عاملہ اور بالآخر ہفتہ ۱۴/ فروری کو قرآن آڈیٹوریم کے اس اجتماع میں کیا جس میں مرکزی مجلس مشاورت کے اراکین کے علاوہ پورے پاکستان سے امراء اور نقباء کی خصوصی تربیت گاہ کے لئے تشریف لانے والے ذمہ دار حضرات بھی شریک تھے —— (اور کچھ مقامی ملتزم رفقاء بھی حاضر تھے!) —— تو یہ محسوس کر کے بہت اطمینان بھی ہوا اور غایت درجہ مسرت بھی حاصل ہوئی کہ میرے اس داخلی انشراح نے گویا پوری مجلس کا بہ تمام و کمال احاطہ کر لیا۔ اور پوری فضا شرح و بسط کی کیفیت سے معمور ہو گئی۔ فالحمد للہ علی ذالک!

(اس اجتماع میں جو مختصر گفتگو میں نے اپنے اس فیصلے کے پس منظر سے متعلق کی تھی اس کے کیسٹ اب تک اکثر رفقاء نے دیکھ لئے ہوں گے۔ ورنہ جلد از جلد دیکھ لیں —— یہ اطلاع بھی مل چکی ہو گی کہ اولاً میرا یہ فیصلہ Irrevocable نہیں ہے' بلکہ قابل تنسیخ و تبدیل ہے۔ اور ثانیاً فوری طور پر عزیزم عاکف Apprentice کی حیثیت سے زیر تربیت رہیں گے اور نائب اور قائم مقام امیر کی حیثیت حسب سابق عزیزم ڈاکٹر عبدالخالق ہی کو حاصل رہے گی۔ البتہ میرے اچانک انتقال کی صورت میں عزیزم عاکف سعید فوری طور پر امیر تنظیم اسلامی کا عہدہ سنبھال لیں گے!

حاصل یہ کہ —— **بحمد اللہ و منتہ** —— اپنے بڑے اپریشن سے قبل جتنے اہم کاموں کی تکمیل پیش نظر تھی اللہ کے خصوصی فضل و کرم سے وہ سب کے سب تھوڑے سے جسمانی "عسر" لیکن بحیثیت مجموعی کمال

"یسر" کے ساتھ سرانجام پا گئے۔ چنانچہ میں اپریشن کے لئے پورے انشراح صدر کے ساتھ ۲۰/ فروری کی شام کو نیویارک پہنچ گیا۔ (وہاں تین روزہ قیام کے دوران "ڈریو یونیورسٹی" (جہاں عزیزم باسط بلال پی ایچ ڈی کر رہے ہیں) کے عیسائی اور یہودی پروفیسروں کے ساتھ ایک بہت مفصل ملاقات کم از کم میرے لئے بہت مفید رہی) —— بہرحال ۲۳/ فروری کی شام کو میں اور امیر تنظیم اسلامی شمالی امریکہ عطاء الرحمن صاحب ڈیٹرائیٹ پہنچے۔ ۲۵ کی صبح ہنری فورڈ ہاسپٹل میں پہلی "پیشی" ہوئی۔ مختلف معائنہ جات کے علاوہ میرا ایک تھیلی بھر خون بھی لے لیا گیا اور سرجن سے مفصل گفتگو بھی ہو گئی۔ نومبر ۹۵ء میں چھوٹے اپریشن کے دوران جو حادثہ لاہور میں ہوا تھا اس کے پیش نظر "قلب" کی تحقیق و تفتیش کا سلسلہ بعد میں بھی جاری رہا —— اور بالآخر وہاں سے تقریباً "All Clear" اور "All Set" کی نوید حاصل کر کے سوموار ۲/ مارچ کو یہاں شکاگو چلا آیا۔ اب ۱۲ کو واپس ڈیٹرائٹ جانا ہے' جہاں ۱۳ کو ایک تھیلی خون کی مزید لی جائے گی۔ اور ایک مفصل ملاقات Anaesthes کے ذمہ دار لوگوں سے ہو گی۔

اس کے بعد کے ۱۲ دنوں کے دوران ان رفقاء و احباب کی جانب سے تو' جن کے حوالے میں نے اپنے آپ کو کر دیا ہے' شدید تقاضا ہے کہ سوائے آرام اور کسی قدر گھٹنوں سے متعلق عضلات کی ورزش کے اور قطعاً کوئی کام نہ کیا جائے' لیکن میں نے ۲/ مارچ کو شکاگو پہنچنے کے فوراً بعد طبیعت و صحت کی جو بحالی محسوس کی اس کے "شکرانے" کے طور پر یہاں کچھ دعوتی پروگرام بھی رکھ لئے ہیں۔ (چنانچہ کل ۶ مارچ کو اسلامک فاؤنڈیشن' ولا پارک کی نو تعمیر شدہ عالیشان مسجد میں خطبہ جمعہ بھی ہے —— اور بعد نماز مغرب مفصل خطاب بھی!) —— اور ان پر مستزاد امریکہ میں گزشتہ ۱۸ سالوں کے دوران جن حضرات سے بھی کچھ تنظیمی تعلق قائم ہوا' خواہ وہ برقرار ہے خواہ منقطع ہو چکا ہے' ان سب کے ساتھ اجتماعی ملاقاتوں کا پروگرام بنا لیا ہے۔ جن میں میں اپنے موجودہ موقف کے علاوہ سابقہ معاملات کے ضمن میں بھی عرض وضاحتیں پیش کر کے کوشش کروں گا کہ شکایتوں اور کدورتوں کا زیادہ سے زیادہ ازالہ ہو جائے —— اور اگر پیش نظر اپریشن اس دنیا سے رخصت ہونے کا بہانہ بن جائے تو میں خود بھی ہر قسم کے "غِلّ" سے زیادہ سے زیادہ صاف دل لے کر اللہ کی جناب میں حاضر ہوں اور موجودہ و سابق رفقاء کے سینوں کو بھی کدورت سے زیادہ سے زیادہ پاک کرنے کی کوشش کروں۔

چنانچہ اس قسم کا ایک اجتماع اتوار ۸ مارچ کو یہاں شکاگو میں تنظیم اسلامی شمالی امریکہ کے نئے قائم شدہ دفتر میں ہو گا۔ دوسرا اتوار ۱۵/ مارچ کو نیو یارک میں جس میں یو ایس اے کے شمال مشرقی کونے کے علاوہ مانٹریال (کینیڈا) کے رفقاء و احباب کو بھی دعوت ہو گی —— اور تیسرا اتوار ۲۲/ مارچ کو ڈیٹرائٹ میں ہو گا جس میں عظیم تر ڈیٹرائٹ کے رفقاء و احباب کے علاوہ خصوصی دعوت ٹورنٹو (کینیڈا) کے موجودہ اور سابق رفقاء کو دی جا رہی ہے! اور اگر رفقاء کے لئے دوران ہفتہ رخصت لینے کا امکان ہوا تو چوتھا اجتماع ۱۷/ تا ۱۹/ مارچ کسی دن ہوسٹن میں ہو گا جس میں گریٹر ہوسٹن کے علاوہ ایک جانب اٹلانٹا' اور دوسری جانب لبک وغیرہ کے رفقاء سے ملاقات کی صورت پیدا ہو سکے گی!

اس کے بعد ۲۰/ مارچ کو ان شاء اللہ میری اہلیہ اور عزیزم آصف حمید بھی نیویارک پہنچ جائیں گے اور امید ہے کہ ۲۱/ مارچ کو ہم ڈیٹرائٹ میں اس اپارٹمنٹ میں منتقل ہو جائیں گے جو یہاں کے رفقاء نے ہمارے لئے خصوصی طور پر حاصل کر لیا ہے —— اور پھر ۲۶/ کو ان شاء اللہ میں ہسپتال میں داخل ہو جاؤں گا —— رہا "اس کے بعد؟" کا معاملہ تو اس کے ضمن میں میں نے اپنے ذہن کو ہر اعتبار سے کلیتاً "Switch off" کر دیا ہے۔ اگر بلاوا آ گیا تو کیا ہی کہنے! الحمد للہ کہ میں پوری طرح مستعد اور گوش بر آواز ہوں —— اور اگر آپریشن کا یہ مرحلہ بخیر و عافیت گزر گیا تب بھی ظاہر ہے کہ نئی صورتحال میں نئی adjustments ضروری ہوں گی جن کے بارے میں ابھی کچھ سوچنا بے کار ہے!

آخر میں یہاں کے رفقاء اور ذمہ دار حضرات کے لطف و کرم کا ذکر نہ کرنا بہت بڑی حق تلفی ہو گی۔ یہاں برادرم عطاء الرحمن صاحب تو سایہ کی طرح ساتھ ہیں ہی (بلکہ میرے اور ان کے قد کے فرق کے اعتبار سے یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ میں ہمہ وقت ان کے "زیر سایہ" ہی ہوں!) ڈیٹرائٹ کے رفقاء میں سے ڈاکٹر سید سراج الحق' ڈاکٹر عثمان ماسٹر اور برادرم اعجاز چودھری تو گویا میرے "Guardians" کی حیثیت رکھتے ہیں' ان کے علاوہ قیام ڈیٹرائٹ کے دوران محترم رشید احمد لودھی اور ڈاکٹر جمیل خاں صاحب کی جانب سے بھی دلجوئی اور مشفقانہ صحبت حاصل رہی!

اور ان سب پر مستزاد' دیرینہ کرم فرما ڈاکٹر مظفر اعوان صاحب صرف فون پر میرے شانے کی تکلیف کی اطلاع پا کر لگ بھگ ایک گھنٹے کی مسافت طے کر کے تشریف لے آئے اور اگلے روز اپنے کلینک میں بائیں شانے میں کارٹی سون کے دو انجکشن بھی لگا دیئے' جن سے فوری طور پر خاصا relief ملا۔ اسی طرح کراچی کے سیف اللہ پراچہ صاحب کے عزیز حنیف پراچہ صاحب نے پوری توجہ سے آنکھوں کا معائنہ کر کے نئی عینک بھی خود ہی بنوا دی —— حالانکہ ان سے میری یہ بالمشافہ پہلی ملاقات تھی —— الغرض معاملہ وہی ہے کہ ع "اک بندۂ عاصی کی اور اتنی مداراتیں!"

اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین!!

فقط والسلام

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

ہمارا مطالبہ' ہماری اپیل

دستور خلافت کی تکمیل

بھارتیہ جنتا پارٹی (BJP) کے عزائم؟

اخذ و ترجمہ : سردار اعوان

ہر روز علی الصبح سفید قمیض اور خاکی نیکر پہنے مردوں اور لڑکوں کا ایک گروہ وسطی ہندوستان کے شہر ناگپور کی پریڈ گراؤنڈ میں اپنے سورما' رام دیوتا کے کیسری جھنڈے کو سلامی دینے کے لئے جمع ہوتا ہے۔ "ہندوستان ہندوؤں کا ہے" اور "بھارت ماتا کی جے" کے نعروں کے ساتھ یہ گروہ ہر روز یہاں جسمانی اور ذہنی تربیت حاصل کرتا ہے جس میں اپنے دفاع کے لئے گتکے کا استعمال سکھانا بھی شامل ہے۔

گھنٹہ بھر کی اس مشق کے بعد وسنت راؤ منڈے نے باتیں کرتے ہوئے کہا کہ ہم تمام اقلیتوں کو بڑے ہندو دھارے میں شامل کرنا چاہتے ہیں۔ منڈے جو ایک بے روزگار فزکس گریجوایٹ ہے' راشٹریہ سیوک سنگھ (RSS) کے چالیس لاکھ کے لگ بھگ کارکنوں میں سے ایک ہے۔ ۱۹۲۵ء میں ناگپور میں قائم کی گئی آر۔ ایس۔ ایس اس وقت ہندوؤں کی سب سے طاقتور جماعت ہے جس کی پورے ہندوستان میں ہزاروں کی تعداد میں شاخیں قائم ہیں۔ بھارتیہ جنتا پارٹی جو ہندوستان میں آئندہ حکومت بنانے کے لئے پر تول رہی ہے آر ایس ایس کا سیاسی بازو ہے۔ اس کے اکثر رکن جو صرف مرد ہوتے ہیں' بارہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی آر۔ ایس۔ ایس میں شمولیت اختیار کر لیتے ہیں۔

آر ایس ایس میں شامل ہونے والے ہر فرد کو یہ ذہن نشین کرا دیا جاتا ہے کہ ہندوستانی قوم صرف ہندوؤں پر مشتمل ہے کیونکہ وہی یہاں کے اصل باشندے ہیں اور انہوں نے ہی ہندوستانی معاشرے اور تہذیب و تمدن کی بنیاد ڈالی تھی۔ نئے آنے والوں کو بتایا جاتا ہے کہ ہندو نسل اس لئے آگے بڑھنے میں ناکام رہی کہ وہ ضرورت سے زیادہ کشادہ دل اور امن پسند ہے۔ آر۔ ایس۔ ایس کا کہنا ہے کہ ایک طاقتور جنگجویانہ ہندو تحریک ہی ہندوؤں کو بیرونی خطرات سے نجات دلا سکتی ہے۔

بی جے پی کی بیشتر قیادت' بشمول وزارت عظمیٰ کے امیدوار اٹل بہاری واجپائی آر ایس ایس کے تاحیات رکن ہیں۔ ۵۴۵ رکنی پارلیمنٹ میں ۱۹۸۴ء میں دو نشستوں سے کامیاب ہونے والی اس جماعت نے ۱۹۹۶ء میں ۱۶۲ نشستیں حاصل کی تھیں جبکہ حالیہ انتخابات میں اسے ۲۴۹ نشستیں ملی ہیں۔ کامیابی کی یہ شرح اسکے کارکنوں کی لگن اور محنت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ انجینئر علی اصغر کے مطابق آر ایس ایس کے کارکن جن کے پاس ہندو قوم پرستی پر مبنی بڑا طاقتور پروگرام ہے' بی جے پی کو کامیابی دلانے کیلئے دن رات کام کر رہے ہیں۔ انجینئر اصغر علی ممبئی میں سوسائٹی اور سیکولرزم کے مطالعہ کے مرکز کے سربراہ ہیں۔

حالیہ انتخابات میں بی جے پی کی کامیابی سے اس پورے خطے' بلکہ اس سے آگے تک تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے۔ لیکن سب سے زیادہ خوف ہندوستان کی مسلمان اور عیسائی اقلیتیں محسوس کر رہی ہیں۔ بی جے پی کا ووٹروں کے سامنے زیادہ معتدل چہرہ پیش کرنے کی کوششوں کا پردہ اس کے انتخابی منشور سے چاک ہو جاتا ہے جو آر ایس ایس کی انتہا پسندانہ ہندو ذہنیت کا شاہکار ہے اور جس میں اقلیتوں کے حقوق کی نفی' متنازعہ مذہبی مقام پر رام مندر تعمیر کرنے کا عزم' بیرونی سرمایہ کاری کی مخالفت اور جوہری ہتھیار تیار کرنے کا پروگرام شامل کیا گیا ہے۔

پانچ برس قبل آر ایس ایس کے تربیت یافتہ کارکنوں نے ایودھیا میں مسلمانوں کی چار سو سالہ پرانی مسجد' جس کے بارے میں ہندوؤں کا خیال تھا کہ رام جنم بھومی پر تعمیر کی گئی تھی' مسمار کر دی گئی' جس کے نتیجے میں فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھے اور تین ہزار جانیں جاتی رہیں لیکن آر ایس ایس کے راہنماؤں نے مسجد کی تباہی پر خوشی کے شادیانے بجائے۔ ناگپور سے ایک سرگرم رکن دتریا گوا وی' جنہوں نے چار سال کی عمر میں آر ایس ایس میں شمولیت اختیار کی تھی' ایودھیا میں مسجد گرانے پر فخر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے لئے ایودھیا کی وہی حیثیت ہے جو یروشلم کی عیسائیوں اور مکہ کی مسلمانوں کے لئے ہے۔ بی جے پی کے برعکس جو اپنے آپ کو صرف مطالبے تک محدود رکھتی ہے کہ ایودھیا میں رام مندر تعمیر ہونا چاہئے۔ آر ایس ایس نے کانسی اور متھرا کی مسجدیں

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

اَلْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ

خاندانی اقدار کا تحفظ : اسلامی و عیسائی دنیا کی کانفرنس

گزشتہ دنوں یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں اسلامی و عیسائی دنیا کی دو روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے شرکاء نے اپنے اس خدشے کا برملا اظہار کیا کہ خاندانی نظام میں درجہ بندی کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے سے سماجی زندگی بے معنی ہو کر رہ جائے گی' اسی لئے مذہب اس کو خصوصی اہمیت دیتا ہے۔ اس بین الاقوامی کانفرنس میں ۲۴ یونانی اور ایرانی پادری' یونیورسٹی کے پروفیسرز اور علماء شریک تھے۔ یہ دانشور اور علماء ایتھنز میں اس لئے جمع ہوئے تھے کہ ۱۹۹۰ء میں مسلم اور عیسائی دنیا کے درمیان مذاہب کی سطح پر افہام و تفہیم اور تحمل و رواداری کو فروغ دینے کے لئے جس عمل کا آغاز کیا گیا تھا' یہ کانفرنس اسی سلسلے کو آگے بڑھانے کی ایک کڑی تھی۔ اس کانفرنس کا بنیادی موضوع "مسلم اور عیسائی دنیا میں خاندان اور خاندانی اقدار" تھا۔

کانفرنس کے شرکاء نے اس بات کا برملا اعتراف و اعلان کیا کہ خاندان ایک مقدس ادارہ ہے جسے خود قادر مطلق نے معین فرمایا ہے۔ لہٰذا خدا کے بندوں کو چاہئے کہ وہ بھی اس مقدس ادارے کے استحکام و ترقی کیلئے خاندانی اقدار کو فروغ دیں۔ مسلم اور عیسائی فضلاء نے زور دے کر کہا کہ خواتین کو ادارے میں مرکزی ستون کی حیثیت سے اپنے فرائض اور خدمات سرانجام دینا چاہیں۔ چنانچہ ہر شخص کو خاندان کے نظم و نسق اور تنظیم میں عورت کے اہم اور بنیادی کردار کو تسلیم کرنا چاہئے۔ کانفرنس کے معزز دانشوروں اور علماء نے اپنی تقاریر میں خاندان کے ادارے میں مادی تعلقات کی دوسری صورتوں کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے دنیا بھر کی حکومتوں پر زور دیا کہ وہ خاندانی اقدار کا احترام کریں۔ انہوں نے اس حقیقت کی طرف بھی توجہ مبذول کروائی کہ خاندان کی بنیاد معاشی و مادی اقدار کی بجائے محبت و اخوت پر استوار کی جانی چاہئے جو کہ عطیہ خداوندی ہے۔

(بحوالہ : "ایکو آف اسلام" جنوری ۹۸' اخذ و ترجمہ : منزہ یونس' فیروز والا)

تنظیم اسلامی کے شعبہ نشر و اشاعت کے تحت جاری کردہ پریس ریلیز

حکمران طبقہ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے پر آمادہ نہیں

لاہور 10 مارچ پوری دنیا پر سیکولرزم کی حکمرانی قائم ہے جبکہ مسلمانوں کی عظیم اکثریت بھی اسی کافرانہ نظام کو تسلیم کر چکی ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے جمعیت علماء پاکستان کی طرف ملک میں نفاذ شریعت کے لئے طلب کردہ مشاورتی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ دستور میں قرار داد مقاصد کے ذریعے کتاب و سنت کی بالادستی کو تسلیم کیا گیا ہے مگر غیر اسلامی دفعات کی وجہ سے ملک میں بالفعل سیکولرزم کا نظام ہی رائج ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن و سنت کو سپریم لاء قرار دینے اور سودی نظام کے خاتمے کے لئے حکمران طبقہ قطعاً آمادہ نظر نہیں آتا۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ ملک "اسلام کا نفاذ صرف اور صرف پرامن اور منظم احتجاجی تحریک کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ لہٰذا دینی سیاسی جماعتیں پاور پالیٹکس سے علیحدہ ہو کر عوام کو نفاذ اسلام کے لئے منظم و متحرک کریں۔ اگر دینی جماعتیں انتخابی سیاست سے علیحدہ ہو جائیں تو پاکستان میں موجود بہت بڑی دینی قوت جو فی الوقت غیر موثر ہے" نہ صرف متحد ہو جائے گی بلکہ اس پر عوام کا اعتماد بھی بحال ہو جائے گا جس سے نفاذ اسلام کی منزل قریب تر آجائے گی۔

موٹروے کو ملٹی نیشنل کمپنی کے ہاتھوں گروی رکھنا ملکی مفاد کے منافی ہے

لاہور 22 فروری تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے برطانوی کنسورشیم کو ۲۵ سالہ مدت کے لئے موٹروے لیز پر دینے کے حکومتی فیصلے پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا ہے کہ قوم کو موٹروے کی تعمیر کا مقصد وسطی ایشیائی ریاستوں سے تجارتی رابطے کا قیام اور اس کے نتیجے میں قومی ترقی و خوشحالی کا دروازہ کھل جانے کی نوید سنائی گئی تھی مگر اب موٹروے کو برطانوی کمپنی کو ٹھیکے پر دے کر "شاہراہ ترقی" کے حقیقی فوائد سے قوم کو محروم کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ تباہ حال ملکی معیشت کی فوری بحالی کے لئے قومی اہمیت کے منصوبوں کو "ایسٹ انڈیا کمپنی" کی طرز پر قائم ملٹی نیشنلز کمپنیوں کے ہاتھوں فروخت ملک و قوم کے مفاد کے سراسر منافی ہے۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا ہے کہ نج کاری اگرچہ مفید عمل ہے مگر دور رس ملکی مفادات کو نظر انداز کرتے ہوئے اندھا دھند انداز میں نجکاری کی پالیسی سے نہ صرف ملک کا اقتصادی نظام تباہی سے دوچار ہو جائے گا بلکہ اس اقدام سے ملکی سلامتی کو بھی شدید خطرات لاحق ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کو ترقی کی راہ پر ڈالنے کے لئے حکمران طبقہ کے غیر ضروری اخراجات کا فوری خاتمہ اور بیوروکریسی کی شاہانہ مراعات یکسر ختم کر دی جائیں۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ عوام اور تاجر طبقہ کا اعتماد بحال کر کے ہی ٹیکس کی وصولی میں بہتری پیدا کی جاسکتی ہے۔

سودی نظام کے خاتمے کے لئے قائم کردہ کمیشن کی سفارشات عوام کے سامنے لائی جائیں

لاہور 2 مارچ تنظیم اسلامی کے قائم مقام امیر ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا ہے کہ سودی نظام کے خاتمے کے لئے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں قائم کمیشن نے اپنی حتمی سفارشات وزیر اعظم کو پیش کر کے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ ڈاکٹر عبدالخالق نے کہا کہ سودی نظام کا خاتمہ کر کے ہی ملک کو عالمی مالیاتی اداروں اور

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

ہمارے اقدامات اسلام اور افغان معاشرہ کے عین مطابق ہیں (وزیر اطلاعات افغانستان)

(دارالحکومت کابل) "ہمارے تمام اقدامات اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون اسلام اور افغان معاشرہ کے بالکل عین مطابق ہیں۔ جو لوگ ہمارے معاشرہ سے ناواقف ہیں یا اسلام کے پاکیزہ نظام سے نابلد ہیں وہ طرح طرح کی الجھنوں کا شکار ہیں" ان خیالات کا اظہار امارت اسلامیہ افغانستان کے مرکزی وزیر اطلاعات اور شوریٰ عالی کے اہم رکن جناب ملا امیر خان متقی نے کیا' وہ دارالحکومت کابل سے ضرب مومن کے ساتھ فون پر گفتگو کر رہے تھے۔ طالبان حکومت کے وزیر اطلاعات نے کہا کہ بین الاقوامی قانون میں ہر ملک کے عوام کو اپنی مرضی کے مطابق حکومت بنانے کا حق ہے اس کے پیش نظر افغانستان میں طالبان کی حکومت افغان عوام کی آواز اور سولہ لاکھ شہداء کی قدیم تمنا تھی' یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ افغانستان میں افغان عوام کی منشا کے مطابق ہی حکومت ہونا چاہئے ورنہ یہ بڑا ظلم اور ناانصافی ہوگی کہ عوام افغانستان کے ہوں اور ان پر حکومت یورپ وغیرہ کے طرز کی ہو' جناب ملا متقی نے کہا کہ ہم عالمی اداروں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ بے بنیاد الزام لگانے' خلاف واقعہ پروپیگنڈہ کرنے اور بلا تحقیق افواہیں پھیلانے کی ریت سے ہٹ کر تمام متنازع امور پر ہم سے باضابطہ بات کریں' انہوں نے مزید کہا کہ الزام لگانا بہت آسان ہے مگر جب آمنے سامنے بیٹھیں گے تو حقائق نہیں چھپائے جاسکیں گے' ملا متقی نے کہا کہ حال ہی میں ہالینڈ کے وزیر نے ہم سے روبرو بات کی تو اس نے تسلیم کیا کہ مغرب کے اعتراضات بے جا ہیں اور یہ کہ میں طالبان سے مطمئن ہوں۔ افغان وزیر اطلاعات نے کہا کہ عالمی ادارے ہماری حکومت انسانی حقوق اور حقوق نسواں کے موضوع پر ہمارے ملک میں ہم سے بات کریں یا ہمیں کسی بھی جگہ دعوت دیں ہم دونوں کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں' حقوق نسواں کے بارے میں ملا متقی نے کہا کہ افغان خواتین ہماری مائیں اور بہنیں ہیں ہم سے زیادہ اپنی ماؤں بہنوں کے حقوق سے کون واقف ہو سکتا ہے اور ہم سے بہتر ان کے حقوق کا کون تحفظ کر سکتا ہے۔

(بحوالہ: ہفت روزہ "ضرب مومن" کراچی شمارہ نمبر ۸)

اِک عرض تمنا ہے سو ہم.....

تنظیم اسلامی کے وفد کی صدرِ پاکستان سے ملاقات

بسلسلہ "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" مہم

۴ / مارچ ۹۸ء کو تنظیم اسلامی کے ایک چار رکنی وفد نے قائم مقام امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر عبدالخالق کی قیادت میں صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب محمد رفیق تارڑ سے ایوان صدر اسلام میں ملاقات کی۔ وفد کے ارکان میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق کے علاوہ ناظم اعلیٰ جناب عبدالرزاق' ناظم نشرو اشاعت حافظ عاکف سعید اور ناظم حلقہ پنجاب شمالی جناب شمس الحق اعوان بھی شامل تھے۔ اس ملاقات کا مقصد صدر پاکستان کو تنظیم اسلامی کی "مطالبہ تکمیل دستور خلافت" مہم کی تفصیلات سے آگاہ کرنا اور انہیں اس جانب متوجہ کرنا تھا کہ آئین میں ترامیم کا جو پیکج حکومت تیار کر رہی ہے اس میں اولیت ان ترامیم کو دی جانی چاہئے جو دستور کو تضادات سے پاک کر کے اسے مکمل اسلامی بنانے کے ضمن میں تنظیم اسلامی نے تجویز کی ہیں۔ اس لئے کہ ملک کی سب سے اہم دستاویز کو تضادات سے پاک کئے بغیر اصلاح احوال کی کوئی کوشش بار آور نہیں ہو سکتی۔ اس موقع پر اپنے موقف کی وضاحت پر مشتمل ایک "یادداشت" بھی صدر کو پیش کی گئی اور امیر تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ 'کا ایک خط بھی ان تک پہنچایا گیا جسے امیر محترم نے بطور خاص ملاقات سے چند گھنٹے قبل شکاگو سے فیکس کیا تھا۔ صدر جناب رفیق تارڑ نے تنظیم اسلامی کا موقف پوری توجہ سے سنا اور مجموعی طور پر اس کی تصویب کرتے ہوئے یہ تجویز پیش کی کہ اس موضوع پر مفصل گفتگو کے لئے وہ اپنی لاہور آمد پر تنظیم کے وفد کو ایک بار پھر ملاقات کی دعوت دیں گے تاکہ مجوزہ ترامیم کے نتیجے میں پیدا ہونے والی ممکنہ مشکلات کا بھرپور جائزہ لیا جائے اور ان کا حل تلاش کیا جائے —— مجموعی طور پر یہ ملاقات بہت مفید رہی۔ صدر پاکستان کو اس موقع پر پیش کی جانے والی یادداشت اور امیر محترم کا خط ذیل میں ہدیہ قارئین کے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یادداشت بنام صدرِ پاکستان

بخدمت گرامی جناب محمد رفیق تارڑ صاحب' صدر اِسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم و رحمۃُ اللہ و برکاتہ

محترم تارڑ صاحب! اللہ تعالیٰ نے آپ کو اِس وقت جو حیثیت عطا فرمائی ہے وہ ایک جانب بہت بڑا اِعزاز و اِکرام ہے تو دوسری طرف اتنی ہی بڑی آزمائش اور امتحان بھی ہے۔

صدر محترم!

ہماری جانب سے یہ یادداشت دو نکات پر مشتمل ہے۔ اِس کو پیش کرنے کی تحریک آپ کے حالیہ بیانات سے ملی جو آپ نے آئینی پیکج اور معیشت کو سود سے پاک کرنے سے متعلق دیئے۔ آپ کا فرمانا بالکل بجا ہے کہ آئینی ترامیم کم سے کم ہونی چاہئیں اور ان کو جلدی میں منظور نہیں کیا جانا چاہئے۔

صدر محترم! مملکت خداداد پاکستان میں اِسلامی ریاست یا بالفاظ دیگر نظام خلافت کے لئے دستور سازی کا جو عمل قرار داد مقاصد سے شروع ہوا تھا' اُس کی پشت پر برعظیم پاک و ہند میں اِسلام کی نشاۃ ثانیہ کی وہ چار سو سالہ قومی مساعی موجود تھیں جن کا آغاز حضرت مجدد الف ثانیؒ سے ہو کر علامہ اقبال اور بالآخر قائد محمد علی جناح کی زیرک اور ولولہ انگیز رہنمائی اور لاکھوں مسلمانوں کی جانوں اور ہزارہا خواتین کی عصمتوں کی قربانیوں کے نتیجے میں قیام پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

گزشتہ سال کے انتخابات میں میاں نواز شریف صاحب کی قیادت میں مسلم لیگ کو عوام الناس کی بھرپور تائید' نیز قومی اسمبلی میں دو تہائی اکثریت کے نتیجے میں تحریک پاکستان کا جذبہ ایک مرتبہ پھر تازہ ہوا۔ تنظیم اِسلامی نے محسوس کیا کہ یہ موقع ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کو توجہ دلائی جائے کہ وہ دستور میں ایسی ترامیم کریں کہ پاکستان کا دستور مکمل طور پر اِسلامی بن جائے۔ چنانچہ تنظیم اِسلامی نے ۱۴/ مارچ ۹۷ء سے "مطالبہ تکمیل دستور خلافت مہم" کا آغاز کیا۔ دستور کو مکمل اِسلامی بنانے کے لئے ہم نے ترامیم بھی تجویز کیں اور اِن ترامیم کے لئے عوامی حمایت حاصل کرتے ہوئے مذکورہ مطالبہ پر

مشتمل ساڑھے تین لاکھ سے زائد پوسٹ کارڈ اور لاتعداد ٹیلی گرام وزیراعظم نواز شریف صاحب کو بھجوائے۔ اِس مہم کا نقطہ عروج وہ ملاقات تھی جو تنظیم اسلامی کے ایک وفد نے امیر تنظیم، محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی زیر قیادت وزیراعظم ہاؤس میں وزیراعظم پاکستان میاں نواز شریف اور بعض وفاقی وزراء پر مشتمل اُن کے وفد کے ساتھ گزشتہ برس ۲۴ مئی کے روز کی۔ اس ملاقات میں جو یادداشت محترم وزیراعظم صاحب کو پیش کی گئی اس کا متعلقہ حصہ پیش خدمت ہے جس کے ذریعے ان نکات کی بخوبی وضاحت ہو جاتی ہے جو ہم تنظیم اسلامی کی جانب سے آپ تک پہنچانا چاہتے ہیں :

"محترم میاں صاحب! پاکستان کے دستور میں اگرچہ ایک جانب اِسلامی ریاست اور نظام خلافت کے جملہ دستوری تقاضے بتمام و کمال موجود ہیں لیکن دوسری جانب انہیں بالکل غیر موثر اور پابند سلاسل کرنے والی دفعات بھی موجود ہیں۔ اب اللہ کی نصرت و تائید کے بھروسے پر اور ایک جرات مومنانہ کے ساتھ صرف چند لفظی ترامیم سے سلطنت خداداد پاکستان کو کم از کم دستوری سطح پر اس عالمی خلافت علیٰ منہاج النبوت کا نقطۂ آغاز بنایا جا سکتا ہے جس کے عالمی سطح پر قیام کی نوید جاں فزا نبی اکرم ﷺ کی صحیح احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ اور وہ لفظی ترامیم حسب ذیل ہیں :

1) الحمد للہ کہ ہمارے دستور میں "قرارداد مقاصد" دفعہ ۲۔ الف کی حیثیت سے موجود ہے جو اصولی اعتبار سے اِسلامی ریاست یا نظام خلافت کے پورے اساسی فلسفے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کے ضمن میں صرف اس چند لفظی صراحت کی مزید ضرورت ہے کہ "یہ قرارداد پورے دستور پر کلی طور پر حاوی ہو گی"۔

2) دفعہ ۲۲۷ الف کو اس تشریح کے اضافے کے ساتھ کہ "قرآن اور سنت رسول ؐ کو پاکستان کے اعلیٰ ترین قانون کی حیثیت حاصل ہو گی"۔ دفعہ ۲ب کی حیثیت سے قرارداد مقاصد کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔

3) دفعہ ۴۵ میں یہ صراحت کی جائے کہ صدر مملکت اس دفعہ کے تحت حاصل شدہ اختیار کو شرعی حدود کے ضمن میں شریعت اپیلیٹ بنچ آف سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلوں میں کسی کمی یا تبدیلی کیلئے استعمال نہیں کر سکیں گے۔

4) فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے شریعت اپیلیٹ بنچ کے سلسلے میں ضروری ہے کہ :

i) ان کے جج صاحبان کی شرائط ملازمت کو ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے جج صاحبان کے مساوی بنایا جائے ———— اور

ii) ان میں مستند اور جید علماء کی معتد بہ تعداد کی شمولیت لازمی بنائی جائے۔ (اس سلسلے میں خالص نئی اصطلاحات اور دستوری دفعات کے حوالوں کے ساتھ مطلوبہ ترامیم اس عریضے کے ساتھ منسلک ہیں)۔

5) فیڈرل شریعت کورٹ کے قیام کے بعد اِسلامی نظریاتی کونسل ایک غیر ضروری ادارہ ہے۔ اسے ختم کر کے اخراجات کی بچت کی جائے۔ گویا دستور کی دفعہ ۲۲۷ کی شق (i) اور (iii) کے علاوہ دستور کے پورے حصہ نہم کو ختم کر دیا جائے۔

جہاں تک ملکی معیشت کو سود کی لعنت سے پاک کر کے اللہ اور رسول ؐ سے جنگ بند کرنے کا سوال ہے جس کا اعلان بحمد اللہ خود آپ بھی اپنے نشری خطاب میں علیٰ رؤس الاشہاد کر چکے ہیں، درج ذیل دو صورتوں میں سے ایک کو فوری طور پر اختیار کر لیا جائے :

i) فیڈرل شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں دائر شدہ اپیل واپس لے کر فیڈرل شریعت کورٹ ہی سے اس کے فیصلے کی تعمیل کے لئے ایک سال کی مزید مہلت کی درخواست کی جائے ———— یا

ii) سپریم کورٹ میں دائر شدہ اپیل کی فوری سماعت کا اہتمام کیا جائے اور اس کے لئے اپیلیٹ بنچ فی الفور تشکیل دیا جائے اور اس کی سماعت کے دوران متبادل نظام کی تدوین کی مساعی جاری رکھی جائیں تاکہ اپیل کے فیصلے کے بعد تعمیل کے لئے کسی مزید مہلت کی ضرورت نہ ہو"۔

اس ملاقات میں وزیراعظم اور ان کی ٹیم کے ساتھ کھل کر تبادلہ خیال ہوا اور تنظیم کے وفد نے ان کے ہر سوال کا بھرپور اور تسلی بخش جواب دیا۔ جس کے نتیجہ میں بالآخر محترم وزیراعظم نے بھری محفل میں راجہ ظفر الحق صاحب سے مخاطب ہو کر دو مرتبہ فرمایا کہ "راجہ صاحب! دستور میں ترمیم کا بل لانے کی تیاری کریں"۔ لیکن افسوس کہ دستور میں ترمیم کا وہ بل آج تک نہ آ سکا۔ حالانکہ اس دوران دستور میں دو ترامیم کی جا چکی ہیں۔ لیکن اُن ترامیم کا مقصد اپنے اقتدار کو تحفظ دینا تھا نہ کہ اُس کو اِسلام کے مطابق ڈھالنا۔

ہماری آپ سے گزارش ہے کہ اِس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو حیثیت عطا فرمائی ہے اُس کا بھرپور استعمال کرتے ہوئے آپ حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ آئین میں مندرجہ بالا ترامیم کر کے اس کو ایک اِسلامی دستور میں ڈھالنے کا مبارک کام سرانجام دے۔

والسلام

برائے مرکزی مجلس عاملہ تنظیم اِسلامی پاکستان

ڈاکٹر عبدالخالق

(قائم مقام امیر تنظیم اِسلامی)

4/ مارچ 1998ء

صدر پاکستان، محمد رفیق تارڑ کے نام امیر تنظیم اسلامی کا خط

جو تنظیم اسلامی کے وفد نے ایوان صدر اسلام آباد میں صدر پاکستان سے باضابطہ ملاقات کے موقع پر ان تک پہنچایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکاگو۔ امریکہ
۴/مارچ ۹۸ء

محترمی و مکرمی جناب تارڑ صاحب
صدر 'جمہوریہ اسلامیہ' پاکستان

یغفر اللہ لنا ولکم و وفقنا وایاکم لما یحب ویرضی' السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اما بعد —— جن دنوں آپ کی "تاجپوشی" کا عمل جاری تھا' میں کراچی میں نماز تراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن میں مصروف تھا۔ اسی وقت سے خیال تھا کہ آپ کو ایک عریضہ تحریر کروں گا۔ لیکن بعد میں کچھ علالت طبع اور کچھ بعض اہم تحریکی و تنظیمی مصروفیات کے باعث یہ ارادہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکا۔ اب آج کل میں اپنے گھٹنوں کے بڑے اپریشن (Toltal knee replacement) کے سلسلے میں امریکہ آیا ہوا ہوں۔ یہ اپریشن ڈیٹرائٹ میں ۲۶/مارچ کو ہوگا' لیکن انہوں نے ابتدائی معائنے اور مختلف اقسام کی تحقیق و تفتیش کے لئے ایک ماہ قبل بلایا تھا۔ گزشتہ ہفتے کے دوران ان مراحل سے فراغت کے بعد رات ہی یہاں شکاگو آیا ہوں اور ۱۲/مارچ تک مقیم رہوں گا۔ آج صبح نماز فجر کے فوراً بعد آپ کو خط لکھنے کا داعیہ پھر شدت سے بیدار ہوا۔ دس بجے صبح تنظیم اسلامی نارتھ امریکہ کے دفتر میں حاضری دی اور لاہور فون کیا تو معلوم ہوا کہ تنظیم کا ایک وفد کل آپ سے ملاقات کرنے والا ہے۔ اس خبر سے بہت خوشی ہوئی اور از خود ہاتھ قلم و قرطاس کی جانب متوجہ ہو گیا جسے ابھی لاہور Fax کر دوں گا۔ تاکہ میرا یہ عریضہ بھی فوری طور پر آپ تک پہنچ جائے! —— اتنی طویل تمہید' اور وہ بھی آپ کے موجودہ مرتبہ و منصب کے پیش نظر بہت بے محل اور نامناسب ہے لیکن ع "لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم" کے پیش نظر امید ہے کہ معذور گردانیں گے!

آپ کے اس موجودہ منصب پر سرفراز ہونے سے قبل آپ سے چند ہی ملاقاتیں یاد پڑتی ہیں: اولاً آپ کی قرآن اکیڈمی میں تشریف آوری' جس سے اصل مقصد تو "مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ" کے جلیل القدر مصنف سے ملاقات تھی (جو مجھ سے بیعت کر کے تنظیم اسلامی میں شامل ہو چکے تھے!) تاہم ان کے طفیل مجھے بھی آپ سے مفصل تعارف حاصل ہو گیا۔ بعد ازاں ایک دو بار درس قرآن کی محفل میں آپ کو سامعین میں موجود پایا اور سب سے اہم یہ کہ آپ نے قرآن کالج کے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس میں شمولیت کا ارادہ بھی کیا اور بفضل اللہ تعالیٰ پہلی کلاس میں شرکت بھی کی۔ لیکن آپ نے صحیح طور پر یہ سمجھ لیا کہ اپنی عمر اور دیگر مصروفیات کے پیش نظر اسے جاری رکھنا ممکن نہیں ہے۔ اس کا حاصل یہ کہ پہلی ملاقات میں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ آپ کا ذہنی و قلبی رشتہ علماء حقانی اور مجاہدین حریت کے ساتھ بہت قدیمی اور مضبوط ہے —— اور بعد کی بالواسطہ ملاقاتوں سے اندازہ ہو گیا کہ آپ کو اللہ کے دین اور کتاب حکیم کے ساتھ گہرا شغف ہے! —— چنانچہ یہی دونوں چیزیں میرے اس خط کی تحریر کا اصل محرک ہیں۔

یادش بخیر! آپ کے پیش رو یعنی سردار فاروق احمد خان لغاری صاحب سے میری راہ و رسم اس سے بھی قدرے زائد رہی تھی۔ لیکن یہ تذکرہ یہاں صرف حوالے سے ہے کہ ان کے صدر بن جانے کے بعد جب میری ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے یہ الفاظ کہے تھے: "میں یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ آپ کے اس مقتدر منصب پر فائز ہو جانے پر آپ کو مبارکباد پیش کروں یا آپ سے تعزیت کروں اس لئے کہ ع "جن کے رتبے ہیں سوا' ان کی سوا مشکل ہے! —— !!!"

چنانچہ —— اب آپ کی خدمت میں اس "نصف ملاقات" کے حوالے سے پہلی بات یہی عرض کرنی ہے کہ آپ پر دینی اعتبار سے بھی' اور ملت اسلامیہ پاکستانیہ ہی نہیں کل ہند ملت اسلامیہ کے ماضی' حال اور مستقبل کے اعتبار سے بھی' بہت بڑی ذمہ داری آ گئی ہے۔ جس سے اگر آپ صحیح طور پر عہدہ برآنہ ہو سکے تو ایک حدیث نبویؐ میں جو الفاظ مبارکہ وارد ہوئے ہیں' اپنی طرف سے کچھ کہنے کی بجائے انہی الفاظ کو نقل کر رہا ہوں کہ "**فانها خزی وندامة!**" (ترجمہ: یہ انجام کے اعتبار سے ذلت اور ندامت کا معاملہ ہوگا!) اور واضح رہے کہ یہ الفاظ مبارکہ آپؐ نے حضرت ابوذر غفاریؓ سے کہے تھے جن کے بارے میں آپؐ کی یہ سند بھی وارد ہوئی ہے کہ "جس نے عیسیٰؑ کا زہد اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہو' وہ میرے اس صحابی ابوذرؓ کو دیکھ لے!" —— اور اگر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اس ذمہ داری کی ادائیگی میں کامیاب ہو گئے جو بات میں نے اس سے قبل نواز شریف صاحب کے بارے میں کئی بار کہی تھی' جس کے کم از کم تاحال تو وہ مصداق نہیں ہو سکے' شاید کہ وہ رتبہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے محفوظ رکھا ہو۔ یعنی یہ کہ آپ کو حضرت عمر ابن عبدالعزیزؒ کا مقام حاصل ہو جائے' **وماذالک علی اللہ بعزیز!!** (یہ موقع ہماری تاریخ میں پہلی بار اللہ تعالیٰ نے مرحوم جنرل ضیاء الحق صاحب کو دیا تھا' لیکن وہ اس کے اہل ثابت نہ ہو سکے۔ پھر یہی موقع گزشتہ سال کے الیکشن کے بعد اللہ تعالیٰ نے نواز شریف صاحب کو دیا۔ لیکن چونکہ ان کی ساری معاشی خوشحالی اور سیاسی کیریئر کی اساس سودی کاروبار پر رہی ہے لہٰذا اغلباً وہ اس منصب تک رسائی حاصل نہیں کر سکیں گے لیکن آپ کو یہ موقع حاصل ہے اور آپ کا دینی مزاج' اور پس منظر اور اس سے عملی وابستگی سے امید کی جا سکتی ہے کہ اللہ آپ کو اس کا اہل ثابت کر دے۔ اور یہ اللہ کے لئے بالکل مشکل نہیں ہے!!

اس ضمن میں جو نیم دلانہ اور کج مج اور کچھ کچھ قسم کے اقدامات (مثلاً سکولوں میں ترجمہ قرآن وغیرہ) اس وقت کئے جا رہے ہیں وہ سب اس نوعیت کے ہیں جو مرحوم ضیاء الحق صاحب نے کئے تھے لیکن جو نتائج کے اعتبار سے مفید کم اور مضر زیادہ ثابت ہوئے —— آج کی دنیا میں کسی بھی ریاست کا اصل document اس کا دستور ہوتا ہے جب تک اسے کلی طور پر' اور پوری تنفیذی قوت کے ساتھ مسلمان نہ بنایا جائے اور اس میں سے "منافقت" کے عنصر کو بالکل خارج نہ کر دیا جائے کسی بھی دوسرے اقدام سے کوئی پائیدار اور فیصلہ کن نتائج حاصل نہیں ہو سکیں گے! —— لہٰذا آپ اگر یہ مرحلہ طے کرا دیں تو اس سے فوری طور پر کوئی پیچیدگی یا مشکل بھی پیدا نہیں ہوگی۔ اور انقلابی نتائج کے لئے راہ ہموار ہو جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز!!

اس وقت میں جلدی میں ہوں۔ ابھی مجھے اپنا یہ خط پاکستان fax کرنا ہے' پھر وہ کوشش کریں گے کہ اسے کمپیوٹر پر کمپوز کرا دیں —— اور کل ان شاء اللہ یہ آپ کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس کی نوعیت بھی ایسی ہے کہ اسے ڈاک کے ذریعے نہیں بھیجا جا سکتا۔ صرف دستی ہی ارسال کیا جا سکتا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ موقع معجزانہ طور پر پیدا فرما دیا ہے!

میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا ہے کہ وہ آپ کو نہ صرف "تحریک تکمیل دستور اسلامی" سے متعلق سارا مواد مہیا کر دیں بلکہ اسلام اور پاکستان سے متعلق میری دوسری تصانیف بھی!

آخری —— لیکن ذرا تلخ گزارش یہ ہے کہ دنیا آپ کو اس وقت شریف فیملی کا آلہ کار سمجھ رہی ہے —— لیکن اگر آپ دستور پاکستان سے منافقت کا خاتمہ کرانے کے ضمن میں اسے اپنا آلہ کار بنا لیں —— تو شاید آپ کے ساتھ ساتھ ان کی عاقبت بھی سنور جائے' ان شاء اللہ!!

فقط والسلام

خاکسار اسرار احمد عفی عنہ

ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں

نعیم اختر عدنان

☆ کسی کو "ناں" نہیں کر سکتا' یہی میری مجبوری ہے۔ (میاں نواز شریف)

✪ تو پھر قومی مفادات کا اللہ حافظ! "مک مکا" سیاست زندہ باد!

☆ بھٹو خاندان کا اقتدار ہمیشہ سے ہی تسلیم نہیں کیا گیا۔ (بے نظیر)

✪ ہم نے تو سن رکھا تھا کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے مگر...

☆ پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ کا ساتھ دینا گناہ اور ظلم کا ساتھ دینا ہے۔ (قاضی حسین احمد)

✪ لہٰذا عوام ان دونوں جماعتوں کی بجائے ہمارا ساتھ دیں!

☆ ملک دشمن معاہدہ کر کے بے نظیر نے ملک و قوم پر بہت بڑا ظلم کیا۔ (ڈاکٹر مبشر حسن)

✪ تبھی تو قوم کے ساتھ ساتھ اس "بے نظیر ظلم" کا خمیازہ بے چارے آصف علی زرداری بھی بھگت رہے ہیں۔

☆ پاکستان میں عورت کا معاشی استحصال کیا جا رہا ہے۔ (ترقی پسند خواتین رہنما)

✪ خواتین ہی پر کیا موقوف' یہاں تو عوام کے سبھی طبقات کا "بلا امتیاز" استحصال کیا جا رہا ہے۔

☆ عوام کو سستے اور فوری انصاف کی فراہمی میں فرسودہ نظام رکاوٹ ہے۔ (نواز شریف)

✪ پھر بھی اسی "فرسودہ نظام" کو جاری و ساری رکھنا "ایں چہ بوالعجبی ست"

☆ اکیلی حکومت منشیات کی لعنت پر قابو نہیں پا سکتی۔ (ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی)

✪ منشیات فروشوں کا تعاون ناگزیر ہے۔

☆ خواتین "ملا" کا نہیں قائداعظم کا پاکستان دیکھنا چاہتی ہیں۔ (عاصمہ جہانگیر)

✪ آپ جیسی ترقی پسند خواتین کی خواہش تو "وکھری ٹائپ" کا پاکستان ہے۔ قائداعظم کے پاکستان والی بات تو محض زیب داستان کے لئے کی جاتی ہے۔

☆ حکمران کشمیر کا سودا کر چکے ہیں' صرف اعلان باقی ہے۔ (مولانا فضل الرحمٰن)

✪ مولانا' لگتا ہے آپ بھی غالباً اس اعلان کا انتظار کرنے والوں میں شامل ہیں۔

☆ کالاباغ اور چشمہ بیراج کی مچھلیوں کو کینسر ہو گیا۔ (ایک خبر)

✪ جبکہ کالاباغ ڈیم کی راہ میں حائل "مگرمچھوں" کی صحت کے بارے میں بھی کچھ عرصے سے مسلم لیگ کو خاصی تشویش ہو رہی ہے۔

☆ مسئلہ کشمیر کے حل تک پاک بھارت تعلقات بہتر نہیں ہو سکتے۔ (رفیق تارڑ)

✪ جی اچھا!

☆ نواز حکومت خود ہی اسمبلی توڑ کر نئے الیکشن کرا دے۔ (پروفیسر غفور)

✪ "ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے"

☆ قومی اور عوامی مسائل کے حل کے لئے نیا اتحاد بناؤں گا۔ (نوابزادہ نصراللہ)

✪ نیکی اور پوچھ پوچھ! جناب جلدی کریں تاکہ یار لوگ نعرہ لگا سکیں۔ بابائے اتحاد' زندہ باد

☆ کلنٹن اور صدام ایک ڈرامے کے دو کردار ہیں' انہیں آسکر ایوارڈ دیا جائے۔ (معمر قذافی)

✪ ان "اداکاروں" میں اقوام متحدہ کا نام بھی شامل کر لیا جائے تو کیسا رہے گا؟

☆ پاکستان نے مسئلہ کشمیر پر ثالثی کی روسی پیشکش قبول کر لی۔ (ترجمان دفتر خارجہ پاکستان)

✪ مرتا کیا نہ کرتا

بقیہ: بی جے پی

گرانے کا بھی اعلان کر رکھا ہے کیونکہ ان کے بقول یہ مسجدیں بھی مندروں کی جگہ تعمیر کی گئی تھیں۔

تاحال بی جے پی اور اس کے انقلابی دائیں بازو کی کوشش ہے کہ اختلافی مسائل سے کنی کتراتے ہوئے پہلے دہلی کے تخت حکومت تک رسائی حاصل کی جائے لیکن نئی دہلی میں ترقی پذیر معاشروں کے مطالعاتی مرکز کے چیئرمین پروفیسر رجنی کوٹھاری کے نزدیک حکومت میں آنے کے بعد واجپائی کے لئے زیادہ عرصہ شرافت کا یہ لبادہ اوڑھے رکھنا ضروری نہیں رہے گا جس کا اہتمام انہوں نے الیکشن میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔

(بشکریہ: ڈان' ۴ مارچ' ۱۹۹۸ء)

بقیہ: پریس ریلیز

ملٹی نیشنلز کے چنگل سے نجات دلائی جا سکتی ہے۔ انہوں نے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ ان سفارشات کو سردخانے میں ڈالنے کی بجائے فی الفور عوام کے سامنے لایا جائے تاکہ سود کے خاتمے کے لئے عملی اقدام کرنے کی راہ ہموار ہو سکے۔ انہوں نے وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف کے اس بیان پر کہ عوام ہم سے یہ توقع نہ رکھیں کہ ہم دودھ اور شہد کی نہریں بہا سکتے ہیں' تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ مملکت خداداد پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں یقیناً بہائی جا سکتی ہیں شرط یہ ہے کہ پہلے شریعت کی غیر مشروط بالادستی اور سودی نظام کے خاتمے کے ذریعے اللہ کی نصرت اور تائید حاصل کی جائے۔ اللہ کا پختہ وعدہ ہے کہ پھر ہم پر آسمان سے بھی برکتوں کا نزول ہو گا اور زمین بھی ہمارے لئے اپنے خزانے اگل دے گی۔ گویا وہ خوشحالی اور فراوانی جس کا نمونہ دورِ خلافتِ راشدہ میں دنیا نے دیکھا تھا کہ خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ لوگ مدینے کی گلیوں میں زکوٰۃ لئے پھرتے تھے لیکن زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں تھا' یہ کیفیت اہل پاکستان کو بھی میسر آ سکتی ہے۔

پردہ

کالج کے چند نرم و نازک اور شوخ مزاج لڑکوں نے علامہ اقبال سے دریافت کیا۔ "علامہ صاحب! آخر آپ بے چاری عورتوں کے لئے پردے کو ضروری کیوں خیال کرتے ہیں؟" علامہ اقبال نے کھلکھلا کر ہنستے ہوئے جواب دیا۔ "تم صرف عورتوں کی بات کرتے ہو۔ میں تو تم جیسے نوجوانوں کو بھی پردے میں بٹھانے کی فکر کر رہا ہوں"۔

حلقہ پنجاب شمالی کا
دو روزہ دعوتی و تربیتی پروگرام

تنظیم اسلامی پاکستان کے تمام حلقہ جات ہر ماہ اپنے علاقے میں دو روزہ دعوتی و تربیتی نوعیت کے پروگرام منعقد کرتے ہیں۔ حلقہ شرقی پنجاب کا دو روزہ پروگرام جمعہ ۲۷ فروری تا اتوار یکم مارچ ۹۸ء کو تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے علاقے میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کے ناظم راقم (غازی محمد وقاص' امیر تنظیم اسلامی لاہور جنوبی) تھے۔

دو روزہ پروگرام کے لئے انکم ٹیکس کالونی علامہ اقبال ٹاؤن کی مسجد کا انتخاب کیا گیا۔ دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد رشید ارشد' نقیب اُسرہ ٹاؤن شپ کے درس قرآن سے تربیتی پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ انہوں نے سورۃ بقرہ کے اٹھارویں رکوع کی مرکزی آیت کی روشنی میں غلبہ دین حق کے لئے حضورؐ کا طریقہ کار اور منہج عمل بیان کیا۔ (ترجمہ: "چنانچہ بھیج دیا ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے جو سناتا ہے تمہیں ہماری آیات اور تزکیہ کرتا ہے تمہارا اور تعلیم دیتا ہے تمہیں کتاب و حکمت کی"۔ (البقرہ : ۱۵۱) یعنی تلاوت آیات' تزکیہ اور تعلیم کتاب و حکمت کے ذریعے نبی اکرمؐ نے جزیرہ نمائے عرب میں انفرادی و اجتماعی سطح پر ایک عظیم انقلاب برپا کیا۔ اس مقصد کے لئے آپ نے اپنے صحابہ کرام کی جو تربیت کی اس کا مرکز و محور قرآن حکیم تھا' جو ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ اگر ہم اپنے ملک میں بھی دین حق یعنی نظام خلافت لانا چاہتے ہیں تو ایک ایسی انقلابی جماعت کی تیاری کے لئے وہی طریقہ کار اختیار کرنا ہو گا جسے نبی اکرمؐ نے اپنایا تھا۔ رفقاء کا تعارف قدرے تفصیل سے ہوا۔ مزید برآں رفقاء سے کہا گیا کہ تنظیم میں شامل ہونے کے بعد کوئی سوچ و فکر کی تبدیلی رونما ہوئی ہو تو اسے بھی بیان کریں۔ الحمدللہ رفقاء کے تعارف میں یہ بات پورے انشراح و صدر کے ساتھ سامنے آئی کہ دین حق کے جس راستے پر وہ گامزن ہیں' وہ ہی صراط مستقیم ہے اور یہ تاثر بھی سامنے آیا کہ جب وہ گرد و پیش میں لوگوں کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ کس قدر دنیا کی دوڑ میں گم ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حب تفوق اور حب جاہ میں آگے سے آگے بڑھنے کی خواہش نے انہیں اللہ ہی سے نہیں اپنے آپ سے غافل کیا ہوا ہے' تو دل کی گہرائیوں سے اللہ کا شکر و احسان پیدا ہوتا ہے کہ اس نے ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائی اور اس پر عمل پیرا ہونے کے لئے ایک تنظیم میں شامل ہو کر اپنے دینی فرض کی ادائیگی کی صورت پیدا کی۔

اس کے بعد راقم نے رفقاء کو انتظامی امور سے متعلق ذمہ داریاں سونپی' مثلاً کھانا پکانا' کھانا کھلانا' ٹی بورڈ مہم' کارنر میٹنگ کے انتظامات اور ہر نماز کے بعد رفقاء کی مختصر تقاریر وغیرہ۔ چائے کے وقفہ کے بعد گیارہ بجے جناب عبداللہ سلیم نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مناقب بیان کئے۔

ساڑھے گیارہ بجے راقم اور رشید ارشد صاحب نے "فرائض دینی کے جامع تصور" پر مذاکرہ کروایا جس میں رفقاء نے جامع تصور سے متعلق آیات قرآنی یاد کیں۔ مزید برآں رفقاء نے فرائض دینی کے جامع تصور کو بھی تازہ کیا۔ ساڑھے بارہ بجے محمد محامد شاہ صاحب نے رفقاء کو ادعیہ ماثورہ یاد کروائیں اور مسنون آداب بھی بیان کئے۔ اذان ظہر پر تربیتی پروگرام کی پہلی نشست ختم ہوئی۔

نماز عصر کے بعد چوہدری منظور صاحب نے فرائض دینی کے موضوع پر مختصر خطاب کیا' جس میں رفقاء کے علاوہ مسجد کے نمازیوں نے بھی شرکت کی۔

سوا پانچ بجے ٹی بورڈ مہم کا آغاز ہوا۔ پک اپ وین پر لاؤڈ سپیکر نصب کیا گیا اور تنظیم کے تعارف سے متعلق بینرز آویزاں کئے گئے۔ پک اپ میں سوار جہاں زیب برکی عوام سے ہمہ تن مخاطب رہے۔ وہ تنظیم کی دعوت اور موجودہ حالات میں بدحالی' مہنگائی' بے سکونی' فسادات' امن و امان کی خرابی' اللہ سے بدعہدی کا نتیجہ کی طرف عوام کی توجہ دلاتے رہے۔ مزید برآں کارنر میٹنگ میں شرکت کی دعوت بھی دیتے رہے۔ گاڑی کے پیچھے پیچھے رفقاء ٹی بورڈ تھامے ایک قطار میں اللہ کے ذکر سے تر زبانوں کے ساتھ کشاں کشاں چلتے رہے۔ عوام الناس ٹی بورڈ کی عبارات کو پڑھتے اور دعوت کے اس انداز کو قدرے حیرت سے دیکھتے۔ اس سے قبل کہ وہ کچھ پوچھیں دو رفقاء اپنی اس خاموش دعوت اور پیغام کو لٹریچر کی صورت میں بازار میں موجود احباب اور دوکاندار حضرات کو فراہم کردیتے۔

لاؤڈ سپیکر کے ذریعے بازار میں رواں دواں مخلوق خدا کو اللہ کا پیغام سنایا۔ ایک مقام پر راقم نے گفتگو کی جبکہ دوسرے مقام پر رشید ارشد نے معاشرے کی اخلاقی و معاشرتی برائیوں کا نبی اکرمؐ کی بعثت سے قبل معاشرے سے موازنہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں جو برائیاں موجود ہیں مثلاً شراب نوشی' جوا' چوری' ڈاکہ اور زنا اور اس کے ساتھ ساتھ پسے ہوئے طبقات پر سرداروں' وڈیروں' جاگیرداروں کا ظلم و ستم جس کے نتیجے میں امیر امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب غریب تر۔ یہ ہمارا فرض منصبی ہے کہ مخلوق خدا کو بندوں کی غلامی سے آزاد کرنے کی جدوجہد کریں تاکہ اسلام کے عادلانہ نظام یعنی نظام خلافت کو قائم کیا جا سکے۔ رفقاء کا دعوتی قافلہ علامہ اقبال ٹاؤن کے بازار اور گلیوں کا چکر لگاتا' لوگوں کو دین کی طرف متوجہ کرتا مغرب سے قبل جہاں زیب بلاک کی مسجد بیت المعظم پہنچ گیا۔ یہاں چند رفقاء مسجد کے قریب مارکیٹ کے کھلے احاطے میں کارنر میٹنگ کی تیاریوں میں مصروف تھے۔ اس کارنر میٹنگ میں امیر محترم کے جلسہ موچی دروازے کی تقریر بذریعہ ویڈیو کیسٹ دکھانے کا پروگرام طے تھا' جس میں خلافت کی برکات بیان کی گئی ہیں۔

نماز مغرب کے بعد رفقاء اور احباب نے مذکورہ خطاب دیکھا اور سنا۔ اس طرح نماز عشاء سے قبل یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ رفقاء نے نماز عشاء انکم ٹیکس کالونی کی مسجد میں ادا کی۔ بعد ازاں پرویز اقبال نے سورۃ العصر کی روشنی میں نجات کا راستہ بیان کیا۔

عصر تا عشاء دعوتی کام سے فراغت کے بعد تربیتی پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز ہوا۔ سید احمد حسن صاحب نے نماز تہجد کے فضائل بیان کئے اور ادعیہ ماثورہ کا دورہ کروایا۔ ۹ بجے شب کھانے سے فراغت کے بعد دوبارہ پروگرام کا آغاز ہوا جو رشید ارشد صاحب نے کنڈکٹ کیا۔ انہوں نے رفقاء کے سامنے یہ سوال رکھا کہ "دعوت دین کا کام کیسے کیا جائے؟" رفقاء نے اپنے تجربات کی روشنی میں مفید مشورے دیئے۔ رشید ارشد صاحب نے رفقاء کو "داعی" بننے کی طرف توجہ دلائی۔ گیارہ بجے شب پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

رات کو بیان کئے گئے تہجد کے فضائل کی وجہ سے کچھ رفقاء اس طرف مائل ہوئے کہ وہ بھی قیام اللیل کے ذریعے اللہ سے مناجات کریں اس لئے کہ یہ وہ وقت ہے جس میں جو مانگو اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہے۔ اسی عرصہ میں فجر کی اذان ہوئی اور رفقاء اللہ کے کلام (قرآن حکیم) سے ہم کلام ہو گئے۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد رشید ارشد نے درس قرآن دیا جس میں نمازیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

ناشتہ اور وقفہ آرام کے بعد ۸ بجے دوبارہ تربیتی نشست کا آغاز فیاض محمد صاحب کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی زندگی جو آزمائش و ابتلا کی چوٹی ہے' کو موضوع سخن بنایا۔ ڈاکٹر ابصار احمد ڈائریکٹر قرآن اکیڈمی اور امیر تنظیم اسلامی کے برادر خورد نے اپنا تفصیلی تعارف کروایا اور ساتھ ہی امیر محترم کی زندگی کے اہم واقعات اپنے تعارف میں پروتے چلے گئے جنے رفقاء نے بہت دلچسپی سے سنا۔ یہ پروگرام ۱۰ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد راقم نے حضرت کعب بن مالک سے مروی واقعہ جو غزوۂ تبوک کے موقع پر رونما ہوا تھا' تفہیم القرآن سے پڑھ کر سنایا۔ مولانا مودودی مرحوم نے اس واقعہ سے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ بھی پڑھ کر سنائے۔ یہ واقعہ نظم جماعت کے ضمن میں حد درجے سبق آموز ہے۔

۱۱ بجے سے ساڑھے گیارہ بجے تک چائے کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد راقم نے منہج انقلاب نبویؐ کے متعلق سوالات کئے۔ سوالات کے ذریعے انقلاب نبویؐ کو اجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ دعوت و فکر بھی تھی کہ اس راہ میں جو کچھ خاتم الانبیاء و رسل اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر گزرا انہی حالات سے ہمیں بھی گزرنا ہو گا ع "کبھی تنہا پس زنداں اور کبھی رسوا سر بازار" تاآنکہ وہ وقت آجائے کہ سربکف اور جان ہتھیلی پر رکھ کر ایک امیر کی اطاعت (فی المعروف) میں منظم جدوجہد کے ذریعے ظالمانہ اور باطل نظام کا تختہ الٹنے میں اللہ تعالیٰ کامیابی فرمادے تو اس کے نتیجے میں

ہر قسم کے ظلم اور ناانصافی سے پاک ایک اسلامی ' فلاحی ریاست قائم ہو جائے یا اللہ کی راہ میں جان کا نذرانہ دے کر شہادت کا رتبہ پالیں گے۔ بہرحال ہر دو صورتوں میں کامیابی ہی کامیابی ہے ؎ گر جیت گئے تو کیا کہنے' ہارے بھی تو بازی مات نہیں۔ ہماری زندگی منزل پر پہنچ کر اختتام پذیر نہیں ہوتی بلکہ ع "جاوداں' پیہم رواں ہے زندگی" کے مصداق اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد آخرت کی زندگی کی طرف پیش قدمی ہوتی ہے جہاں کی کامیابی اصل کامیابی ہے۔

اس مذاکرہ میں دو گھنٹے صرف ہوئے جس میں رفقاء نے نہایت دلچسپی سے حصہ لیا۔ اس طرح ایک بجے تربیتی پروگرام کی ایک نشست اختتام پذیر ہوئی۔

نماز ظہر کے بعد ٹاؤن شپ کے رفیق نے "دینی ذمہ داریاں" کے موضوع پر مختصر گفتگو کی۔ طعام و آرام کے بعد نماز عصر سے قبل ۴ بجے "گروپ مذاکرہ" کا آغاز کیا گیا۔ چھ رفقاء پر مشتمل تین گروپ بنائے گئے جنہیں درج ذیل موضوع دیئے گئے۔

۱) امت مسلمہ کی ذلت و رسوائی کے اسباب
۲) امت مسلمہ کا ذلت و رسوائی سے نکلنے کا راستہ۔
۳) نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں۔

ہر گروپ کا ایک لیڈر مقرر کیا گیا' جس نے رفقاء کو مذکورہ موضوع پر اظہار خیال کی دعوت دی۔ رفقاء کے اظہار خیال کو گروپ لیڈر نے باقاعدہ تحریری صورت میں لکھا۔ نماز عصر کے بعد راقم نے اپنے خطاب میں احباب کی توجہ موجودہ حالات اور دینی فرائض کی طرف دلائی کہ ہم خود اسلام پر عمل پیرا ہوں' اس کی دعوت عام کریں اور نظام خلافت قائم کرنے کیلئے جدوجہد کے لئے کسی منظم جماعت میں شامل ہوں۔ مزید برآں تنظیم اسلامی کے پیش نظر جو طریقہ کار ہے ' اسے بھی واضح کیا۔ راقم نے کہا کہ تنظیم اسلامی گزشتہ ۲۲ سال سے نظام عدل اجتماعی کی نبوی طریق پر جدوجہد کر رہی ہے اور اس میں احباب کو شرکت کی دعوت دے رہی ہے۔

اس پروگرام سے فارغ ہونے کے بعد چند رفقاء احباب سے خصوصی ملاقات کے لئے قریبی محلے میں گئے۔ باقی رفقاء نے مذاکرے کا دوبارہ آغاز کیا۔ اس پروگرام کے دوسرے حصے میں گروپ لیڈر رفقاء نے اپنے گروپ میں ہونے والے مذاکرے کا لب لباب بیان کیا۔ اس پروگرام کے بعد نقیب اسرہ گلشن راوی اخلاق احمد صاحب نے "قرب الٰہی" کے موضوع پر مختصر خطاب کیا۔ اس کے بعد راقم نے رفقاء کو دو روزہ پروگرام کے جائزے کی دعوت دی۔ الحمدللہ رفقاء نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا کہ تمام پروگرام بحسن خوبی منظم انداز میں منعقد ہوئے ہیں۔

دن کے اختتام کا اعلان' اذان مغرب کی صورت میں ہوا۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے فوراً بعد جناب رشید ارشد کا دعوتی خطاب ہوا۔ ان کے خطاب کے دوران میرے دل سے ایک ہی دعا نکلتی رہی کہ ع "شاید کہ اتر جائے سامعین کے دل میں اللہ اور رسول کی بات" میں جب بھی اس صالح نوجوان کا درس یا تقریر سنتا ہوں تو ان کے والد مرحوم اقتدار احمد کی یاد آنے لگتی ہے۔ ان کے انداز بیان میں ان کے والد کا انداز بیان اور طرز گفتگو بہت ہی نمایاں انداز میں جھلکتی ہے۔ مرحوم ۸۲ء میں تنظیم میں شامل ہوئے' میں بھی اسی سال تنظیم سے منسلک ہوا تھا' وہ آغاز ہی سے بہت فعال تھے۔ مرحوم اُسرہ سمن آباد کے نقیب تھے اور میں اُسرہ ملتان روڈ کا نقیب۔ میرے اُسرے کی کارکردگی کا مقابلہ ان کے اُسرے کے ساتھ اکثر ہوا کرتا تھا۔ کبھی میرے اسرے کی کارکردگی ان سے آگے بڑھ جاتی اور کبھی ان کے اُسرہ کی۔ کچھ عرصہ مجھے ہفت روزہ "ندا" میں بھی کام کرنے کا موقع ملا تو میں ان کی صحافیانہ قابلیت کا بہت معترف ہوا۔

درس حدیث کے بعد فاروق احمد جو ہمارے رفیق ہونے کے ساتھ اسی مسجد کے نمازی بھی ہیں' نے مسجد کی انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون علی البر والتقوی کا مظاہرہ کیا۔ سات بجے شب دو روزہ پروگرام مجلس سے اٹھنے کی مسنون دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں کھانا پکانے کی ذمہ داری برادرم محمود عباسی کے سپرد تھی' انہوں نے سادہ و لذیذ کھانوں سے رفقاء کی تواضع کی جس کے لئے تمام رفقاء ان کے ممنون ہیں۔

(مرتب : غازی محمد وقاص)

تنظیم اسلامی بہاولنگر کی سرگرمیاں

بہاولنگر ایک سرحدی اور پنجاب کا آخری ضلع ہے۔ یہ پانچ تحصیلوں پر مشتمل بڑا اہم ضلع ہے۔ ۱۹۹۶ء سے قبل اس ضلع میں تنظیم کا کوئی تعارف نہ تھا۔ ماسوائے اس کے کہ تنظیم کے ہیڈ آفس میں چند رفقاء جو کہ اس ضلع کے باسی تھے ان کا نام درج تھا۔ لیکن عملی طور پر وہ اس قدر غیر فعال تھے کہ شاید انہیں اس بات کا کبھی خیال بھی نہ آیا ہو گا کہ ہمارا کسی دینی تنظیم سے بھی کوئی واسطہ ہے۔ حتیٰ کہ ہماری کوششوں کے باوجود بھی ان کی طرف سے کسی قسم کے ذرا بھی مثبت ردعمل کا اظہار نہ ہو سکا۔ ہمارے شہر ہارون آباد میں موجودہ اُسرہ کے امیر محمد منیر احمد صاحب ۱۹۹۶ء میں قرآن اکیڈمی لاہور سے "رجوع الی القرآن" کا کورس مکمل کرنے کے بعد جب پہنچے تو انہوں نے یہاں ایک باقاعدہ پندرہ روزہ درس قرآن کا پروگرام ترتیب دیا اور اسی کے آخر پر تنظیم کی دعوت دی۔ نتیجتاً دس افراد نے تنظیم میں شمولیت کی اور اس طرح ستمبر ۱۹۹۶ء میں ایک اُسرہ قائم ہو گیا تھا اور آج فروری ۱۹۹۸ء میں تنظیم کے تین باقاعدہ مرکز صرف ہارون آباد میں قائم ہیں۔ دو جگہوں پر "تجوید القرآن" کی کلاسیں باقاعدگی سے جاری ہیں۔ تجوید سکھانے کے لئے تنظیم کے دو رفقاء سرگرم عمل ہیں' ایک جگہ پر تجوید کی کلاس رفیق تنظیم محترم محمد رمضان صاحب اور دوسری جگہ یہ کلاس "راقم الحروف" کے سپرد ہے' ان کلاسوں میں بڑے باصلاحیت اور فہم رکھنے والے لوگوں کی شمولیت باقاعدگی سے ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہفتہ وار درس قرآن اور ترجمہ قرآن کی کلاسیں بھی باقاعدگی سے جاری ہیں جن میں لوگ بڑی دلچسپی سے شمولیت کرتے ہیں۔ جہاں تک خواتین کی دینی سرگرمیوں کا تعلق ہے تو اگرچہ یہاں فی الحال ایک ہی خاتون رفیقہ تنظیم ہے لیکن انہوں نے بڑی محنت سے درس قرآن کا پروگرام آج سے تقریباً پانچ ماہ قبل شروع کیا تھا جو الحمدللہ باقاعدگی سے جاری ہے۔ یہ درس پندرہ روزہ ہوتا ہے جس میں تعلیم یافتہ خواتین جن کی اکثریت اساتذہ پر مشتمل ہوتی ہے' شرکت کرتی ہیں۔ یہ درس قرآن جناب محمد رمضان اور ان کی اہلیہ محترمہ کی کوششوں سے انہیں کی رہائش گاہ پر دیا جاتا ہے۔

تنظیم اسلامی ہارون آباد کی دعوتی سرگرمیوں میں اس وقت تیزی آگئی جب اس شہر سے تعلق رکھنے والی ایک شخصیت جناب نثار احمد شفیق نے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ وہ اپنی ملازمت کے سلسلے میں کراچی میں مقیم ہیں اور وہاں کے امیر جناب نسیم الدین صاحب (امیر حلقہ بلوچستان و سندھ) کی دعوت پر تنظیم میں شامل ہوئے ہیں۔ انہوں نے مالی طور پر بھی بڑا ایثار کرتے ہوئے تنظیمی سرگرمیوں کے لئے اپنا ایک انتہائی کشادہ مکان وقف کر رکھا ہے اور ایک ۴۴ مرلے کا پلاٹ بھی جو شہر میں واقع ہے' دین حق ٹرسٹ کے نام منتقل کروا کے رجسٹری مقامی امیر کے حوالے کر دی ہے۔ جناب نثار احمد یہاں پر قرآن اکیڈمی قائم کرنے کے لئے بڑا اصرار کر رہے ہیں اور انہوں نے اس کے لئے مالی وسائل فراہم کرنے کا بھی ارادہ ظاہر کیا ہے۔ ان شاء اللہ اس منصوبے پر جلد عمل شروع ہو جائے گا۔

فورٹ عباس میں قبل ازیں تنظیم کا کوئی تعارف نہ تھا۔ اس شہر کے رہائشی چوہدری نثار احمد کے قریبی عزیز محترم محمد نعیم جو کہ صاحب ثروت اور دینی ذہن رکھنے والی شخصیت ہیں' کے والد مرحوم نے شہر میں ایک مدرسہ تعمیر کیا تھا۔ اس مدرسہ میں واقع مسجد میں جناب نثار احمد شفیق نے محمد نعیم صاحب سے مشورہ فرما کر ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا ہے جو بڑی کامیابی سے جاری ہے۔

چشتیاں میں بھی پہلے سے تنظیم کا کوئی تعارف نہ تھا لیکن حال ہی میں جناب ڈاکٹر محمد جاوید اقبال جو کہ ہمارے مقامی امیر محمد منیر احمد صاحب کے کزن ہیں' نے اپنے ہسپتال میں دروس قرآن کا سلسلہ شروع کرنے کی پیشکش کر دی تھی۔ اب یہاں بھی ہفتہ وار درس قرآن کا آغاز ہو چکا ہے۔ اس میں خود ڈاکٹر جاوید اور کچھ دوسرے ڈاکٹرز صاحبان کے علاوہ شہر کے پڑھے لکھے لوگ بھی شمولیت کرتے ہیں۔ اس شہر کی ایک اہم شخصیت جناب محمد حسن صاحب ہیں۔ درس قرآن کے آغاز سے قبل محمد رمضان صاحب نے ان سے رابطہ کیا تھا اور درس میں خود ان کی شرکت اور دیگر لوگوں کو بھی شرکت کی تاکید کی تھی۔ لہٰذا جناب محمد حسن صاحب نے اس میں بڑی دلچسپی لی' بہت سے لوگوں کو شرکت کی ترغیب دی۔ بہاولنگر میں جناب انجینئر مختار حسین فاروقی صاحب ایک سال تک ماہانہ درس دیتے رہے۔ یہ درس دو مقامی شخصیات جناب محمد یوسف پراچہ صاحب اور جناب محمد تنویر صاحب کے تعاون سے بلدیہ ہال میں ہوتا رہا ہے جس میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد دلچسپی سے شرکت کرتی رہی ہے۔ بلدیہ ہال کے علاوہ یہ درس کئی مساجد میں بھی ہوتا رہا ہے۔ مذکورہ سلسلہ کے اختتام پر ایک نیا ہفتہ وار درس قرآن کا

سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب جناب رضی الدین نے ہماری درخواست کو قبول کرتے ہوئے اپنے سکول کی مسجد میں درسِ قرآن کا ہفتہ وار پروگرام شروع کرا دیا۔ ان دروس کے نتیجہ میں جناب رضی الدین صاحب کے علاوہ دو دیگر احباب نے تنظیم میں شمولیت اختیار کرلی اور بہاولنگر شہر میں بھی ایک اُسرہ قائم ہوگیا ہے اور دفتر کا قیام بھی عمل میں آچکا ہے اب مسجد کی بجائے ہفتہ وار درس ہر اتوار کو بعد از نماز مغرب دفتر میں منعقد ہوتا ہے۔ (رپورٹ : عبدالشکور)

حلقہ پنجاب شرقی کی رمضان المبارک کے دوران دعوتی سرگرمیاں

حلقہ پنجاب شرقی ۶ تنظیم اور ۶ ہی منفرد اُسرہ جات پر مشتمل ہے۔ داعی تحریک رجوع إلی القرآن محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے کئی سال بیشتر صلوٰۃ التراویح کے ساتھ دورۂ ترجمہ قرآن کے جس مبارک سلسلہ کا آغاز فرمایا تھا' اسی کے تتبع میں امسال مختلف مقامات پر طے شدہ پروگرام کے عین مطابق دورۂ ترجمہ قرآن کا پروگرام تکمیل کو پہنچا۔ قبل ازیں ان پروگراموں کی مناسب تشہیر کے لئے مختلف مقامات پر "جلسہ ہائے استقبال رمضان" ترتیب دیئے گئے اور رفقاء نے ہینڈ بل بھی تقسیم کئے۔ ان پروگراموں کے علاوہ دوران رمضان دیگر پروگراموں کی تفصیل بھی پیش خدمت ہے۔

براہ راست دورہ ترجمہ قرآن

حلقہ کے زیر اہتمام درج ذیل چھ جگہوں پر براہ راست ترجمہ قرآن کا انعقاد ہوا۔ جس کا دورانیہ 2 گھنٹے رہا۔

۱) تنظیم اسلامی لاہور شمالی کے اُسرہ مصطفیٰ آباد کے زیر اہتمام مقامی مسجد التوحید میں جناب اقبال حسین امیر تنظیم اسلامی لاہور شمالی نے دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری نبھائی' جہاں پر رفقاء' احباب و خواتین کی حاضری 30 کے قریب رہی۔

۲) دار القرآن دس پورہ میں جناب عبدالرزاق ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان نے دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ یہ پروگرام 20/ رمضان المبارک تک جاری رہا جہاں شرکاء کی تعداد 32 کے قریب رہی۔

۳) اُسرہ مغل پورہ کے زیر اہتمام مسجد اقصیٰ میں پروفیسر حافظ محمد اشرف صاحب نے سعادت حاصل کی۔

۴) ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب نے سال رفتہ کے تسلسل میں امسال بھی اپنی رہائش گاہ پر بقیہ نصف قرآن میں سے سورۃ الکہف تا 26 ویں پارہ تک ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ یہاں خواتین سمیت شرکاء کی تعداد 14 کے قریب رہی۔

۵) مسجد خدام القرآن والٹن میں جناب فتح محمد قریشی صاحب نے یہ ذمہ داری نبھائی' شرکاء کی تعداد 25 کے قریب رہی۔

۶) تنظیم اسلامی لاہور غربی کے امیر جناب علاؤ الدین صاحب نے مسجد بلال ؓ رچنا ٹاؤن میں دورۂ ترجمہ قرآن کی ذمہ داری ادا کی۔ حاضری شرکاء اوسطاً 25 رہی۔

خلاصہ مضامین قرآن کا خلاصہ

مندرجہ ذیل تین جگہوں پر نماز تراویح میں پڑھے گئے قرآن کا خلاصہ بیان کیا گیا۔

۱) لاہور شرقی کے اُسرہ ٹاؤن شپ کی مقامی مسجد میں حافظ رشید ارشد نے صلوٰۃ التراویح میں پڑھے گئے قرآن کا خلاصہ بیان کیا۔

۲) تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی کے زیر اہتمام کیبن والی مسجد میں جناب ہشام مغربی صاحب نے خلاصہ تلاوت قرآن پیش کیا۔

۳) منفرد اُسرہ قرآن کالج کے زیر اہتمام قرآن آڈیٹوریم میں فرسٹ ایئر کے طالب علم معتصم سرور نے صلوٰۃ التراویح میں تلاوت قرآن کی سعادت حاصل کی جب کہ بی اے فائنل کے 4 طلبہ آصف عباسی' انوار اللہ' نعیم احمد خان اور نادر عزیز نے قرآن کے مضامین کا خلاصہ بیان کیا۔ طلبہ قرآن کالج سمیت رفقاء کی اوسط حاضری 55 تا 60 رہی۔

دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ ویڈیو

تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے زیر اہتمام چھ مختلف مقامات پر امیر محترم کی زبانی دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ ویڈیو دکھانے کا انتظام کیا گیا جس سے تقریباً 85 رفقاء و احباب نے استفادہ کیا۔ پروگرام کا دورانیہ ایک گھنٹہ رہا۔

اجتماعی افطاریاں

حلقہ پنجاب شرقی میں مختلف تنظیموں کے زیر اہتمام 30 مقامات پر اجتماعی افطاریوں کے پروگرام ہوئے' جس میں تنظیم اسلامی کے ذمہ داران حضرات نے احباب و رفقاء سے خطاب کیا۔ شرکاء کی کل تعداد تقریباً 600 رہی۔

تقسیم لٹریچر

حلقہ کے زیر اہتمام مختلف مساجد میں دروس قرآن کے موقع پر نیز اجتماعی افطاریوں میں شریک احباب کو "قرآن مجید کے حقوق" نامی کتابچہ سینکڑوں کی تعداد میں تقسیم کیا گیا۔ جب کہ تنظیم اسلامی لاہور چھاؤنی نے 55 اراکین انجمن خدام القرآن کے علاوہ 182 معتکف حضرات تک یہ کتابچہ پہنچایا۔

رمضان المبارک میں لاہور وسطی کی دعوتی سرگرمیاں

لاہور وسطی کے امیر جناب عمران چشتی نے نقباء اسرہ جات کو یہ ہدف دے دیا کہ وہ رفقاء سے مشورے کر کے رمضان المبارک کے پروگراموں کے بارے میں چند امور طے کر کے مشاورتی اجلاس میں آئیں کہ ان پروگراموں کی تشہیر کیسے ہو؟ ترجمہ قرآن کا انداز کیسے ہو؟ ہینڈ بل یا بینر کی عبارت کیا ہو؟ تشہیر کے ضمن میں رفقاء اپنے علاقے میں کیسے انداز میں کام کریں گے؟

لاہور وسطی کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں طے پایا کہ تشہیر کے لئے ہینڈ بل تقسیم کئے جائیں اور بینر لگائے جائیں گے' پول ہینگر لگانے کا فیصلہ بھی ہوا۔ تشہیر کے ضمن میں ہر اسرہ اپنے محلے کی مسجد میں کسی نماز کے بعد پول ہینگر کے ذریعے تشہیر کرے گا۔ گزشتہ سالوں کے تجربہ کی روشنی میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام مساجد میں رکھنے کی بجائے رفقاء کے گھروں میں منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجتماعی کی بجائے انفرادی سطح پر افطار پارٹیوں کے پروگرام ترتیب دینے کا فیصلہ ہوا۔

ترجمہ قرآن کے خصوصی پروگرام

- دورۂ ترجمہ قرآن کا ایک خصوصی پروگرام بذریعہ ویڈیو طارق سلیم صاحب کی رہائش گاہ پر ہوا جس میں خالد محمود' عبید اللہ عابد' محمد طارق' دلشاد عازم اور نواز سیال صاحب کے علاوہ صاحب خانہ نے بھرپور حصہ لیا۔
- ترجمہ قرآن کا دوسرا پروگرام اسرہ سول لائنز کے زیر اہتمام نیچے پنج محل روڈ پر منعقد ہوا۔

اجتماعی افطاریاں

- اسرہ سنت نگر کے رفیق شکور احمد شمسی کے ہاں افطاری میں ۳۰/ احباب اور ۱۰ رفقاء نے شرکت کی' مقرر نثار احمد خان تھے۔ اسرہ سنت نگر ہی کے رفیق شجاع الدین کے ہاں افطاری میں ۱۷/ احباب اور ۹ رفقاء نے شرکت کی' مقرر نثار احمد خان تھے۔ اسرہ سنت نگر کے رفیق زاہد اسلم کے ہاں افطاری میں ۳۵/ احباب اور ۲ رفقاء نے شرکت کی' مقرر نثار احمد خان تھے۔
- جناب الطاف حسین نے آخری عشرہ میں قرآن اکیڈمی میں جامع تصور' صیام و قیام رمضان اور اعتکاف کے مسائل نامی کتابچوں کا اجتماعی مطالعہ کروایا گیا۔
- مجیب الرحمٰن صاحب کی کوششوں سے ۲۰/ احباب نے دورۂ ترجمہ قرآن میں شرکت کی جبکہ انہی کی کوششوں سے پروگرام میں خواتین بھی شریک ہوئیں۔
- قرآن مجید کے حقوق نامی کتابچہ ۲۰۰ کی تعداد میں جبکہ ۵۰ کے قریب "قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں" نامی پمفلٹ تقسیم کیا گیا۔ مختلف کتابوں کے سیٹ بھی احباب کو دیئے گئے۔
- اسرہ سول لائنز کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام شکیل احمد صاحب کی رہائش گاہ واقع لارنس روڈ پر ہوا۔ اسرہ میں دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ وڈیو' پنج محل روڈ پر ہوا۔
- اسرہ ساندہ کے زیر اہتمام "دورۂ ترجمہ قرآن" کا پروگرام تجمل حسن میر کی رہائش گاہ پر ہوا۔ اس اسرہ کے تحت دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ وڈیو جناب طارق سلیم کے گھر واقع چوہان روڈ پر ہوا۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے جناب تجمل حسن میر نے ایک خصوصی ٹی بورڈ بنوایا جس میں قرآن مجید کی آیات کے ذریعے لوگوں کو متوجہ کیا گیا۔
- اسرہ سنت نگر کے زیر اہتمام نثار احمد خان کی رہائش گاہ پر دورۂ ترجمہ قرآن بذریعہ ویڈیو ہوا۔
- اسرہ اردو بازار کے زیر اہتمام مبارک گلزار صاحب کے گھر واقع موری دروازہ میں ہوا۔

(رپورٹ : شیخ نوید احمد حنفی)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد ۷، شمارہ ۱۰
سالانہ زر تعاون -/۱۳۵ روپے

پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس- ریلوے روڈ، لاہور
مقام اشاعت: ۳۶- کے، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: ۰۳-۵۸۶۹۵۰۱

معاونین برائے مدیر:
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

کیا ”کوسوو“ میں بوسنیا کی تاریخ دہرائی جانے والی ہے

اخذ و ترجمہ: سردار اعوان

اخبارات میں ۹/ مارچ کو شائع شدہ ایک خبر کے مطابق امریکی وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ اور برطانوی وزیر خارجہ رابن کک نے سربیا کی قیادت کو خبردار کیا ہے کہ وہ کوسوو (Kosovo) میں، جہاں سربیا کی فوج اور پولیس نے حالیہ دس دنوں میں ایک سو سے زائد مسلمانوں کو شہید کر دیا ہے، بوسنیا کی یاد تازہ کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اس سے قبل سربوں نے بوسنیا میں جب مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا تھا تو امریکہ اور یورپ نے اس وقت بھی انہیں اسی طرح کا انتباہ کیا تھا۔ چنانچہ ایک طرف مغربی ذرائع ابلاغ مسلمان عورتوں، بچوں اور جوانوں کے خلاف سربوں کی درندگی اور دحشت و بربریت کے واقعات پر مبنی رپورٹیں بھی شائع کرتے رہے اور دوسری طرف یورپی ممالک اور امریکہ کی حکومتوں کی طرف سے جاری ہونے والے ”تشویش“ اور ”مذمت“ کے بیانات بھی۔ یہ سلسلہ اس وقت تک ساتھ ساتھ چلتا رہا جب تک مسلمانوں کا بوسنیا میں خاتمہ نہیں ہو گیا۔ اس کے بعد نیٹو کی فوجوں نے بڑے طمطراق سے آ کر بوسنیا میں ڈیرے جما لئے، اب وہاں کیا ہے؟ ایک خبر کے مطابق دنیا کے چوٹی کے فحاشی کے اڈوں میں سے ایک اڈہ بوسنیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عالم اسلام کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے؟ عالم اسلام صدام حسین، حسنی مبارک، کرنل قذافی جیسے نااہل، ناعاقبت اندیش ڈکٹیٹروں یا سلطان برونائی کے حکمران جیسے عیاش پرست سلاطین و شیوخ کے چنگل میں پھنس کر آپس میں ایک دوسرے کے خلاف ”جہاد“ میں مصروف ہے۔

زلفی ہلیلی علی الصبح گولیاں چلنے کی آواز سن کر اٹھی تو گاؤں کے قریب ہی پولیس کے ہیلی کاپٹروں کے اترنے کا شور بلند ہوا۔ بلقان میں یہ ایک نئے محاذ جنگ کا آغاز تھا۔ اس نے دیکھا کہ سپاہیوں نے ہیلی کاپٹروں کے دروازے کھولتے ہی فائرنگ شروع کر دی۔ بوسنیا میں گزشتہ سات سالوں میں جو کچھ ہوا ہے ۵۳ سالہ ہلیلی اس سے بے خبر نہیں تھی چنانچہ اس نے فوراً اپنی دو بیٹیوں اور خاندان کی ۲۴ دوسری عورتوں کو ساتھ لیا اور خالی ہاتھ جنگل کی طرف نکل پڑی۔ جنوبی بلقان میں غیر آباد صوبے کوسوو (Kosovo) کے گاؤں کلیکا میں سرب حکومت کی بوسنیا میں اختیار کردہ یہ پہلی کارروائی تھی جس میں سرکاری ذرائع کے مطابق ۴۵/ البانوی مسلمان اور ۶ سرب پولیس والے ہلاک ہوئے۔ جبکہ کوسوو کے البانویوں کا کہنا ہے کہ سربوں نے اس چھوٹے سے گاؤں کو بکتر بند گاڑیوں اور بھاری توپ خانے کے ذریعے حملہ کر کے بالکل تہس نہس کر دیا اور حکومت کی بتائی گئی تعداد سے کہیں زیادہ لوگوں کو ہلاک اور ۵ ہزار کے قریب افراد کو بے گھر کر دیا۔ سربوں نے ۱۹۸۹ء میں کوسوو پر جبراً قبضہ کر کے اسکے ۲۰ لاکھ مسلمان باشندوں کو یرغمال بنا لیا تھا جس کے خلاف بے چینی پائی جانا قدرتی بات تھی۔ کوسوو کے سرب ڈپٹی چیف وجلکو دیجیوک کا کہنا ہے کہ اس کارروائی سے ”باغیوں“ کو کچل دیا گیا ہے لیکن باقی لوگ اس کے اس بیان پر یقین کرنے کیلئے تیار نہیں۔

مغربی رہنما سرب لیڈر سلوبودان ملوسوک پر ”کوسوو“ کو خود مختاری دینے کیلئے زور دیتے رہے ہیں مگر وہ اپنی ہٹ دھرمی پر اڑے رہے اور اب انہوں نے پولیس کو کھلی چھوٹ دے کر اس کا باضابطہ اعلان بھی کر دیا ہے۔ اس صورتحال پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے امریکہ اپنے اتحادیوں کو ملوسوک حکومت کے خلاف صف آراء ہونے پر آمادہ کر رہا ہے۔ ادھر یوگوسلاویہ میں مقیم مبصرین کا خیال ہے کہ پولیس کی حالیہ کارروائی کے بعد اب ”کوسوو“ میں سربوں کے خلاف مسلح جدوجہد پر قابو پانا آسان نہیں رہے گا جبکہ اس کا دائرہ پھیل کر پڑوسی ریاست مقدونیہ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے جس کے بعد یونان اور ترکی کا اس قضئے سے الگ تھلگ رہنا ممکن نہیں ہو گا۔

(ڈان، ۱۰ مارچ ۱۹۹۸ء)

آئی ایم ایف نے انڈونیشیا کے لئے قرضے کی دوسری قسط روک لی

بین الاقوامی فنڈ نے انڈونیشیا کیلئے قرضے کی دوسری قسط روک دی ہے۔ آئی ایم ایف کے ترجمان نے جکارتہ میں بتایا ہے کہ انڈونیشیا نے قرضے کی پہلی قسط کے اجراء سے پہلے آئی ایم ایف کے اصلاحات پروگرام پر عملدرآمد کی یقین دہانی کرائی لیکن آئی ایم ایف کی ہدایات کو انڈونیشیا کی حکومت نے یکسر نظر انداز کرتے ہوئے ان کی پابندی نہیں کی۔

(پاکستان، ۹ مارچ)

بقیہ: تجزیہ

فوج سے خطرہ ہو گا۔ لہٰذا فوج پر بالواسطہ طور پر واضح کر دیا جائے کہ ان کی حکومت ختم کرنے سے قوم پرست لیڈروں اور پنجاب کی مخالفت کا فوج کو سامنا کرنا ہو گا۔ الغرض ذوالفقار علی بھٹو نے ان قوم پرست لیڈروں سے دشمنی مول لے کر ملکی سلامتی کو خطرہ میں ڈالا تو نواز شریف نے ان کے غلط اور ناجائز مطالبات تسلیم کر کے ملکی سلامتی کے خلاف اس خطرے میں شدت پیدا کر دی۔

ذوالفقار علی بھٹو جس پر غضب ناک ہوتے، اسے صفحہ ہستی سے مٹا دینے پر تل جاتے جبکہ میاں نواز شریف دشمن کو گڑ دے کر مارنے کے قائل ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو شراب اور شباب کے رسیا تھے جبکہ نواز شریف مذہبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور جام و صبو سے دور کا واسطہ بھی نہیں رکھتے۔ البتہ ذوالفقار علی بھٹو نے قوم کو ۷۳ء کا آئین اور ایٹم بم کا تحفہ دیا، عربوں کو تیل کا ہتھیار استعمال کرنے کا سلیقہ سکھایا اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کا رخ مشرق کی طرف پھیرا، شاہ فیصل شہید سے مل کر ایک عالمی اسلامی اتحاد بنانے کی کوششیں کیں۔ بین الاقوامی استعمار کو اُن کی یہ حرکات قطعاً پسند نہیں تھیں، لہٰذا ہنری کسنجر کی دھمکی کے عین مطابق بھٹو کو عبرتناک انجام تک پہنچا دیا گیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نواز شریف بھی قومی یا بین الاقوامی سطح پر اِس طرح کا کوئی کارنامہ سرانجام دینے میں کامیاب ہوتے ہیں یا نیو ورلڈ آرڈر کے انجینئروں سے ”مکمل“ تعاون کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔